یا اللہ جل جلالہ
یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نظارۂ نور
ذرّاتِ رِسالت
حصہ سوم
سید عزیز الدین رضوان چشتی القادری کوہیری
حال مقیم حیدرآباد

نظارۂ نور
ذراتِ رسالت
حصہ سوم
از
سید عزیز الدین رضوان چشتی القادری کوہیری
حال مقیم حیدرآباد

پردۂ نور میں ہیں یار مدینے والے
نور کی بن گئے دیوار مدینے والے

پاک رکھ دل کو سدا بغض و حسد سے غافل
خود نظر آئینگے دِلدار مدینے والے

گر سمجھ لیتا یہ شیطان تو سجدہ کرتا
شکل آدم میں ہیں سرکار مدینے والے

نور ضم ہونے لگا نور میں معراج کی شب
پا لئیے نور کے اَسرار مدینے والے

دونوں عالم میں تھا غُل صلی اللہ صلی اللہ
جب تولد ہوئے سردار مدینے والے

ساتھ دنیا میں رہے اور رہینگے حشر میں ساتھ
میرے آقا میرے سرکار مدینے والے

آپ کے نور سے سینچا گیا سارا عالم
ہم سب گل ہیں تو ہیں گلزار مدینے والے

ہم کو جنت کی ہوس ہے نہ غرض حوروں سے
ہم ہیں بس تیرے طلبگار مدینے والے

خوف محشر کا ہمیں ہے نہ ہمیں قبر کا خوف
ہے دو عالم کے مددگار مدینے والے

جستجو خدا کی تھی مل گیا مدینے میں
کعبہ میں محمدؐ ہیں اور خدا مدینے میں

اے خدا کے متوالو کعبہ میں خدا کب ہے
اصل میں خدا آ کر چھپ گیا مدینے میں

ہوش و عقل کے اندھے عمر بھر نہ سمجھے گے
جلوے ہیں خدائی کے جا بجا مدینے میں

نور حق تعالیٰ ہی نور مصطفائی ہے
گونجتی ہی رہتی ہے یہ صدا مدینے میں

عرش کے فرشتوں کی فرش پر نگاہیں ہیں
کیوں کے عرش والا ہی آبسا مدینے میں

آیئے بتادوں میں آئینہ ہے نسبت کا
ختم جا کے ہوتا ہے سلسلہ مدینے میں

اپنی زندگانی کا مختصر یہ خاکہ ہے
ابتداء ہے کعبہ سے انتہا مدینے میں

کیجئے دُعا رضوانؔ اپنا ہے یقین رضوانؔ
ہے سبھی دُعاؤں کا مُدعا مدینے میں

میرے سرکار بس اتنا کرم بس اک بار ہو جائے
ملک الموت آئے آپ کا دیدار ہو جائے

زباں میں اتنی تو تاثیر آجائے میرے مولیٰ
میری ہر گفتگو اُن کے گلے کا ہار ہو جائے

اگر ہے دید کی خواہش تو گل کر دو چراغوں کو
اندھیری رات ہو اور نور کا اظہار ہو جائے

سمجھ میں راز خود آئے گا اللہ اور محمدؐ کا
شعور انساں کا گر آج بھی بیدار ہو جائے

میرے سرکار کی ٹھوکر میں بخشش کا مُعمہ ہے
اِدھر بھی ایک ٹھوکر آئے میرے سرکار ہو جائے

خدا کی شکل ہے شکل محمدؐ پیرؒ کی صورت
تو لازم ہے کہ شکل پیر میں دیدار ہو جائے

رسول اللہ کی چوکھٹ پر جو سرخم ہوا رضوانؔ
تو پھر سارے سروں کا سر وہی سردار ہو جائے

غوث ہیں دم کے تار ڈر کا ہے کا
قادری ہے بہار ڈر کا ہے کا

مشکلوں میں مصیبت میں کام آئینگے
صدق دل سے پکار ڈر کا ہے کا

قبر کیا حشر کیا ہاتھ میں تھام لے
قادری ذُولفقار ڈر کا ہے کا

غوث جس کے رسول خدا اُس کے ہیں
اُس کا پروردگار ڈر کا ہے کا

غوث کے جانثاروں کا نعرہ ہے یہ
غوث ہیں ذمہ دار ڈر کا ہے کا

حشر کے دن عدالت کا کچھ غم نہیں
غوث ہیں پیروکار ڈر کا ہے کا

رہنما غوث اعظم ہیں چلتا ہی جا
اپنی ہمت نہ ہار ڈر کا ہے کا

دامن غوث ہے ہاتھ رضوانؔ میاں
جیت ہو یا کہ ہار ڈر کا ہے کا

جو آکر میکدے میں غوث کا مہمان ہو جائے
قسم اللہ کی وہ صاحب ایمان ہو جائے

عجب نورانی ہے عرفان میرے غوث کے گھر کا
جو پائے اس کو وہ نوری بنے قرآن ہو جائے

میرے مرشد کا دامن غوث کا دامن محمدؐ کا
جو اُس کو تھام لے خود غوث کا فیضان ہو جائے

اِسی در سے ملا ہے خود شناسی کا سبق ہم کو
ذرا پڑھ کر تو دیکھو خود کی اب پہچان ہو جائے

ہزاروں در پھرے میں نے مگر ایسا نہ در پایا
اسی در سے میسّر فیض کا سامان ہو جائے

جسے نسبت ہے اِس در سے وہ پہنچے عرش اعلیٰ تک
مراحل دین و دنیا کے سبھی آسان ہو جائے

میں خادم خادمانِ غوث ہوں کچھ غم نہیں رضوانؔ
قیامت میں ہر ایک مشکل میری آسان ہو جائے

غوث و خواجہ کا ہے دربار مبارک باشد
دونوں جانب ہیں یہ دو یار مبارک باشد

پیچھے ہیں اولیاء اللہ تو سر پر حق ہے
سامنے رہتے ہیں سرکار مبارک باشد

غوث و خواجہ کا یہ عرفان ہے اللہ اللہ
جس میں بخشش کے ہیں آثار مبارک باشد

بے جھجک جائینگے سب خلد میں انشا اللہ
غوث و خواجہ کے پرستار مبارک باشد

صدق دل سے کہو یا خواجہ اعظم یا غوث
ہر مدد کے مددگار مبارک باشد

خواجہ و غوث کے صدقے میں بنے ہیں مومن
آ کے میخانے میں کفار مبارک باشد

غوث و خواجہ ہی کا صدقہ ہے کرم ہے یارو
راستہ مل گیا ہموار مبارک باشد

غوث و خواجہ ہی کے ہاتھوں سے بندھی ہے رضوان
سر پہ توحید کی دستار مبارک باشد

خدا خود بن کے آدم صُورت انسان میں آیا
جب ہی تو حضرت انسان کی پہچان میں آیا

پڑھو لا حول میں تعریف ہے اللہ تعالیٰ کی
جب ہی تو زور اتنا دیکھئے شیطان میں آیا

ایک ایسا راز جس کی جستجو میں سارا عالم ہے
وہی اِک راز بن کر جان اِک بے جان میں آیا

بہت سنتے ہیں ہم تعریف کلمہ کی سبحان اللہ
ذرا یہ تو بتاؤ کلمہ کس کی شان میں آیا

ابوالا رواح کیا معنیٰ ابوالا جساد کیا مطلب
یہی وہ راز ہے جو رازداں کی جان میں آیا

اگر سچ ہے کہ اللہ پاک کو سایہ نہیں لیکن
بیاں اللہ کے سائے کا کیوں قرآن میں آیا

ہم اپنے آپ ہی کو جاننے برسوں لگے رضوانؔ
کہیں تب ایک نکتہ شکر ہے کچھ دھیان میں آیا

دین و ایمان گنواؤں گا جو ہو سو ہو
اُن کو اپنا بناؤں گا جو ہو سو ہو

میری بخشیش قیامت میں ہو یا نہ ہو
مَیں خدا بن کے جاؤں گا جو ہو سو ہو

ہم انا الحق کہے اور پیدا ہوئے
راز اس کا بتاؤں گا جو ہو سو ہو

میں پنا کفر ہے تو پنا شرک ہے
اس سے آگے میں جاؤں گا جو ہو سو ہو

لا مکاں سے پرے جس کی حد ہی نہیں
آشیاں واں بناؤں گا جو ہو سو ہو

وہ دُوئی کی جو چکر میں بے ہوش ہیں
لا سے اُن کو جگاؤں گا جو ہو سو ہو

حال خود اپنا وہ مجھ سے پوچھیں اگر
آپ بیتی سناؤں گا جو ہو سو ہو

گمشدہ جو ازل سے ہے رضوانؔ میاں
کھینچ کر اُس کو لاؤں گا جو ہو سو ہو

گندم کو کھا کے رضواںؔ ہیں ایسے حال میں ہم
پہلے عروج پر تھے اب ہیں زوال میں ہم

دونوں کے دو گھروں میں دونوں کا ہے ٹھکانہ
بیت الحرام میں تم بیت الحلال میں ہم

زاہد میں اور ہم میں ہے فرق صرف اتنا
وہ غیریت میں گم ہے اپنے خیال میں ہم

رُوحوں کی ماں کہاں ہے اور اس کا نام کیا ہے
مُدت سے غوطہ زن ہیں ایسے سوال میں ہم

کہتے ہیں خود پرستی ہے خود خدا پرستی
یہ شغل ہے ہمارا ہیں مست حال میں ہم

میکش بنے تو خود کی کرنے لگے تلاوت
رہتے ہیں رات اور دن اپنے وصال میں ہم

ہم اپنی آپ بیتی کس کو سنائیں رضواںؔ
کیا پائے کیا نہ پائے چالیس سال میں ہم

جس نے انساں کو ترغیب جہالت دی ہے
ایسے ملعون کو اللہ نے شہرت دی ہے

جی میں جو آئے بدل لیتا ہے صورت اپنی
ایسی کیسی اُسے اللہ نے قدرت دی ہے

ہم تو بدکار ہیں بُرے ہیں، بد ہیں
کس شرافت پہ ہمیں ایسی امانت دی ہے

کیا بڑا کام کیا اُس نے یہ جنت دے کر
ہم تو جنت کی جو منہ مانگے وہ قیمت دی ہے

ہم تو بے نام ونشاں تھے ہمیں حاجت ہی نہ تھی
کس کے مقصد کے لئے ہم کو خلافت دی ہے

کام کچھ تو فرشتوں سے وہ کروا لیتے
کیا خطا تھی جو ہماری ہمیں زحمت دی ہے

فعل تھا ''پاک'' ادا کرتے ہی ''ناپاک'' ہوا
فرض کی آڑ میں تعلیم طہارت دی ہے

سب کی سنتا ہے مزے لیتا ہے چپ رہتا ہے
جس کو اللہ نے عرفان کی دولت دی ہے

کچھ عجب طرح نوازے گئے ہم بھی رضوانؔ
دولت دین پہ فقیرانہ طبیعت دی ہے

مرشد بات پتہ کی بول۔ تالا گنج خفی کا کھول

اے مرشد بات پتہ کی بول

کون سی ایسی چیز ہے خود میں جس کا نہیں ہے ثانی
فکر میں اِس کی مارے خوشی کے ہو گیا پانی پانی
کیسی چیز ہے انمول۔ تالا گنج خفی کا کھول

اے مرشد بات پتہ کی بول

ہاتھ نہیں جب میرے میاں کو آدم کیسے بنایا
نور سراپا میرا میاں ہے طور کو کیسے جلایا
کیا ہے اِس کی حقیقت بول۔ تالا گنج خفی کا کھول

اے مرشد بات پتہ کی بول

اول کلمہ طیب ڈھونڈو دوم کلمہ شہادت
سوم، چہارم، پنجم، سب کو خود میں جانو حقیقت
ہر کلمہ کی کل کو کھول تالا گنج خفی کا کھول

اے مرشد بات پتہ کی بول

ایک عمارت میں نے دیکھی نہ مٹی نہ پتھر
بنیاد اُس کی اُوپر دیکھی اور عمارت اندر
اُس میں کون چُھپا ہے بھول۔ تالا گنج خفی کا کھول

اے مرشد بات پتہ کی بول

نو د (۹۰) یہ نو نام خدا کے سواں نام نہ جانے

جو نہ جانے نام کو ایسے خود کو کیا پہچانے

مت کر ایمان ڈانواں ڈول۔ تالا گنج خفی کا کھول

اے مرشد بات پتہ کی بول

دو سانسوں کی ایک ترازو کس کو اس میں بٹھایا

تولنے والا بھولا بھالا کچھ بھی سمجھ نہ پایا

ہے یہ ایسا معمہ گول۔ تالا گنج خفی کا کھول

اے مرشد بات تہ کی بول

نہ میں عارف نہ میں صوفی نہ میں پیر پیمبر

رضوان ہوں میں خود کا پجاری خود اندر خود باہر

دیکھ ہاتھ میں ہے ترشول۔ تالا گنج خفی کا گول

اے مرشد بات پتہ کی بول

دنیا بھول بُھلیاں رے۔ اس کا کھیل کھلاڑی جانے

ایک نگر میں دو سوکن ہیں دو میں ہر دم جھگڑے
میاں بے چارہ ہیبت کھائے کوئی نہ اس کو پکڑے
دنیا بھول بھلیاں رے اس کا کھیل کھلاڑی جانے

ایک محل میں ساتوں بہنیں کھیلیں آنکھ مچولی
محل کا مالک محل سے بھاگا کدھر گئی یہ ٹولی
دنیا بھول بھلیاں رے اس کا کھیل کھلاڑی جانے

چار رنگوں کا ہے کہ پتلا رُوح سے اس کو سجایا
میں کہتا ہوں روح تو ہوگی نفس کدھر سے آیا
دنیا بھول بھلیاں رے۔ اس کا کھیل کھلاڑی جانے

عقل و خرد کو ملا کر گھوٹا بنایا ایسا حلوہ
نفس بے چارہ مزے اُڑایا ہو گیا اس کا بلوہ
دنیا بھول بھلیاں رے۔ اس کا کھیل کھلاڑی جانے

جسد بھی اپنا ہے من بھی اپنا سارے اعضاء اپنے
اپن کہاں ہیں اپن کو سمجھو اپن کے دیکھو سپنے
دنیا بھول بھلیاں رے۔ اس کا کھیل کھلاڑی جانے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک سو چودہ سیڑھیاں والا ایک بنایا دفتر
ان سیڑھیوں پر چڑھنے والا پڑھانا کا منتر
دنیا بھول بھلیاں رے۔اس کا کھیل کھلاڑی جانے

سر پر الا اللہ کی ٹوپی ہاتھ میں لا کا ڈنڈا
نام محمدؐ لے کر رضوان گاڑ خودی کا جھنڈا
دنیا بھول بھلیاں رے۔اس کا کھیل کھلاڑی جانے

کعبہ کو لا اِلٰہ کی جھاڑو سے جھاڑ دو
سینے میں وسوسوں کے شجر ہے اُکھاڑ دو

•

تو پن کا ہے لباس تو' میں پن کا تاج ہے
ہے خیریت اسی میں کے دونوں کو پھاڑ دو

اپنی اَنا میں ابلیس واللہ کا نور ہے
ایسی انا کی مٹی میں دونوں کو گاڑ دو

لنگوٹ وحدہٗ کی رکھو اپنے جسم پر
دنگل میں معرفت کے جو آئے پچھاڑ دو

جنت کو صاف رکھنا فرشتوں ہم آئیں گے
گندم کے جو درخت ہیں پہلے اُکھاڑ دو

رضوانؔ پکڑ کہ دامن اخلاص ہاتھ میں
بعض وحسد کے جھاڑوں کو جڑ سے اُکھاڑ دو

شانِ رسول پاک کی ایسی ادا ہوں میں
سارے فرشتے کہہ اُٹھے بے شک خدا ہوں میں

بے روپ میری شان ہے ذیشان ہے وجود
خود کا خدا ہوں خود ہی رسول خدا ہوں میں

میرا مقام کوئی نہیں سمجھا آج تک
جس کی نہیں ہے انتہا وہ ابتداء ہوں میں

تحت الثریٰ تا لامکاں میرا ہی راز ہے
آئے نہ جو سمجھ میں کبھی وہ خدا ہوں میں

عالم ہے مجھ سے پیدا ہے عالم میرا شہود
موجودیت سے ہٹ کے وریٰ الوریٰ ہوں میں

میرے تجلیات کا عالم کچھ اور ہے
ظلمت ہے میری ذات صفت کی ضیاء ہوں میں

رضوان ربوبیت میں میری کچھ خطا نہیں
ہاں عبدیت کے دائرے میں پُر خطا ہوں میں

کہا مرشد نے خود کو جان زحمت ہونے والی ہے
نہیں جانا تو محشر میں بری گت ہونے والی ہے

خودی کو جان کر، خود کو ذرا پہچان کر دیکھو
اِسی تحقیق میں کچھ خیر و برکت ہونے والی ہے

مٹاتا ہے جو خود کو عشق اللہ اور محمدؐ میں
یقیناً اُسکو بعد از مرگ راحت ہونے والی ہے

سمجھ پہلے محمدؐ کو، مٹا پھر اپنی ہستی کو
وگرنہ دیکھ پھر مرقد میں زحمت ہونے والی ہے

یہ نکتہ خاص ہے جو رات بھر سونے نہیں دیتا
قیامت آنے والی یا قیامت ہونے والی ہے

محمدؐ میزباں ہے اور غذائیں ایک سے اعلیٰ ایک
سُنا ہے خلد میں اپنی ضیافت ہونے والی ہے

سرِ فہرست اپنا عاصیوں میں نام ہے تو کیا
نہ ڈر رضوان محمدؐ کی شفاعت ہونے والی ہے

مذہب کی کتابوں میں ایسا بھی حوالہ ہے
اللہ کی قدرت سے ابلیس اجالا ہے

جیسا بھی بشر ہے یہ مت اِس کو غلط سمجھ
وحدت کے سمندر کا بہتا ہوا نالا ہوں

سانسوں کے سمندر کی عظمت نہ بیاں ہو گی
جو اس میں نہاتا ہے وہ عرش سے بالا ہے

آواز نہیں اس میں اور حرف نہیں اس میں
جو ذکر لدّونی ہے وہ ذکر نرالا ہے

یہ ظاہر و باطن کا رہنے دو بھرم یوں ہی
یہ بحث انوکھی ہے یہ راز نرالا ہے

اللہ کو خوش رکھنے ہم خود کو خدا سمجھے
انکار کہاں کرتے قرآں کا حوالہ ہے

اس علم تصوف کی کچھ قدر کرو رضوانؔ
یہ علم ہی ایسا ہے گرتوں کو سنبھالا ہے

معرفت میں اپنے خود کو جاننے برسوں لگے
ابلیس واللہ کو پہچانے برسوں لگے

من عرف کا آئینہ آیا ہے جب سے ہاتھ میں
من عرف کے زاویۓ کو جانچنے برسوں لگے

قد عرف کے راز کو آسان سمجھا تھا مگر
اپنے قد سے قد عرف کو ناپنے برسوں لگے

ظرف تھا' ایمان تھا' ایقان تھا' تحقیق تھی
پھر بھی انکو ڈھونڈ کر پہچانے برسوں لگے

ذرے ذرے میں جھلک اُن کی ہے کیسے ہو یقین
ہم کو اُن کی ہر ادا کو بھانپنے برسوں لگے

کلمہ طیب میں ہے فرقے ہے بہتر (۷۲) غور کر
کلمہ کے اک اک حرف کو جانچنے برسوں لگے

نحن اقرب کا معمہ تھا کٹھن رضوان میاں
اس لئے ہم کو خودی میں جھانکنے برسوں لگے

لاکھ بدعت ہی سہی چاہے سزا ہو یا نہ ہو
سجدہ ساقی کو کریں ساقی خدا ہو یا نہ ہو

مطمئین ہوں اس لئے خود میں ہی کلمہ بن گیا
اب زباں سے کلمہ طیب ادا ہو یا نہ ہو

ہیں کہاں اللہ محمدؐ ابلیس و آدم ہیں کون
ڈھونڈھ لو چاروں کو خود میں حق ادا ہو یا نہ ہو

کیا کریں مجبور ہیں ہم کھل کے کہہ سکتے نہیں
فرض ہے ہم پر زباں بندی ادا ہو یا نہ ہو

آگ مٹی اور ہوا پانی میں حق ہے جلوہ گر
مظہر حق ہے بشر یہ پارسا ہو یا نہ ہو

ملکیت جنت ہماری مالک جنت ہیں ہم
مستحق رحمت کے ہم ہیں کچھ خطا ہو یا نہ ہو

خدمت مخلوق اپنا فرض ہے رضوان میاں
حشر میں اس کی جزا ہم کو عطا ہو یا نہ ہو

شراباً طہورا سے آئے نہا کر
ہر اک رند آٹھوں پہر باوضو ہے
یہ وہ میکدہ ہے کہ اِس میکدہ کا
ہر ایک ذرّہ شام و سحر باوضو ہے

یہ سب فیض اہلِ نظر کا ہے بے شک
مِلا دیکھنے کا نظر کو سلیقہ
لڑی ہے نظر جب سے اہلِ نظر سے
نظر کی قسم ہے نظر باوضو ہے

ملا ہے ہمیں جب سے نسبت کا شجرہ
نظر کو سکون اور دل شادماں ہے
حدا کی قسم جن کے سائے میں ہم ہے
خدا کی قسم وہ شجر باوضو ہے

تصور کے ذریعے سے پہنچے وہ دل میں
دل و جان و رگ رگ میں ایسے سمائے
میں اب بے وضو کس طرح خود کو سمجھوں
یہ تن بن گیا حق نظر باوضو ہے

زباں سے بیاں کیا ہو عظمت بشر کی
بشر کی حقیقت کو اللہ جانیں
بظاہر بشر جیسا بھی ہے بشر ہے
مگر اندرونی بشر باوضو ہے

تخیل کی پرواز عرش بریں تک
تفکر کی رفتار ہے لا مکاں تک
اب ایمان کا حال کچھ بھی ہو لیکن
بھٹکنے لگا ہے مگر باوضو ہے

کتابیں خودی کی تلاوت تو دیکھو
کے ہر رند محو تلاوت ہے ہر دم
مقام کتابیں خودی ہے یہ رضوانؔ
کے ہر اک اِس کی سطر باوضو ہے

کنجِ خفی میں مست تھے ہم اپنے حال میں
دنیا میں آ پھنسے ہیں محبت کی جال میں

کتنے سوال گونج رہے ہیں خیال میں
اُن کا ہی تذکرہ ہے میرے ہر سوال میں

ملنا ہے گر خدا سے تو مرنے سے پہلے مر
اللہ چھپ گیا ہے تیرے انتقال میں

یہ راز آج تک بھی سمجھ میں نہ آ سکا
مجھ میں وصال ہے یا میں ہوں وصال میں

رہتا ہوں عرش پر کبھی رہتا ہوں فرش پر
یارب میں ہوں عروج پہ یا ہوں زوال میں

دنیا پہ میری بادہ کشی کا گماں نہ ہو
ڈر ہے نہ آئے فرق کہیں بول چال میں

رضواؔن میں لاکھ سب کی نظر میں بُرا سہی
لیکن بُرا نہیں ہوں میں اُن کے خیال میں

خدائی کا مخزن وجود محمدؐ شہنشاہ خیر البشر آ رہا ہے

وہی نور ہے جس سے تخلیق عالم' وہی نور پیش نظر آ رہا ہے

یہ نورانی صورت یہ سنجیدہ فطرت' میرے مصطفٰی کی ہے پاکیزہ سیرت

خدا کی قسم یہ خدا کا کرم ہے' سمجھ میں وجود بشر آ رہا ہے

عجب طرح کی رہنمائی ہے اُنکی خدا بھی ہے اُنکا خدائی بھی اُنکی

ذرا غور سے دیکھو اے بزم والو ہمارے دلوں میں اثر آ رہا ہے

نظر جب سے اہل نظر سے لڑی ہے' خدائی کے جلووں میں ہلچل پڑی ہے

خدا خود محمدؐ کی صورت میں آ کر ادھر آ رہا ہے اُدھر جا رہا ہے

یہ مسرور دل اور یہ عرفانی باتیں یہ میخانہ' معرفت کی ہیں راتیں

اثر جام وحدت کا ہم سے نہ پوچھو' مزا ہمکو شام و سحر آ رہا ہے

کتاب شریعت کا پہلا سبق ہے اسی میں محمدؐ کا ہے راز پنہاں

محمدؐ کو پاؤ تو تسکین ہوگی' کہ آگے کٹھن اِک سفر آ رہا ہے

زباں پر صداقت کا کلمہ ہے جاری تصوف کے میخانے کا ہے یہ پجاری

یہ ہی تو ہے رضوان غلام محمدؐ جھکائے ہوئے اپنا سر آ رہا ہے

دل دے کے اُن کو دل سے گئے جان سے گئے
ہر آرزو سے حسرت وارمان سے گئے

• سر پر عمامہ سبز زباں پر نبیؐ نبیؐ
جنت میں ہم گئے تو بڑی شان سے گئے

ایمان سارا اللہ نبیؐ پر چلا گیا
ہم بے ایمان ہو گئے ایمان سے گئے

حرف مقطعات کو سمجھے نہ آج تک
خود کو جو بھولے عظمت انسان سے گئے

پہچان خود کی ایسی ہوئی عقل گم ہوئی
اب کیا کسی کو جانتے پہنچان سے گئے

ہم اُن کے میزبان ہیں تو وہ اپنے میزبان
اس راز کو جو جان گئے جان سے گئے

کلمہ کا ذکر کیا ہے تلاوت وجود کی
رضوان جو بھولے دولت عرفان سے گئے

پہلے تو کچھ تمیز حرام و حلال رکھ
پھر عارفوں کے سامنے اپنا سوال رکھ

توحید کے جو نکتے ہیں دل سے نکال پھینک
بیت الحرام والے کے آگے خیال رکھ

حرمت کا ہے اگرچہ تعلق حرام سے
کس سے حلال کا ہے تعلق سوال رکھ

ہیں ایک دوسرے کی حرام و حلال ضد
اب دل میں احترام حرام وحلال رکھ

سمجھنگے کیسے راز حلال و حرام کا
گر ہے سمجھنا اِس کو تو شطرنج کی چال رکھ

رکھ ظرف اعلیٰ آ اِدھر اور بے ایمان بن
ہو گی نجات تب کہیں ایسا کمال رکھ

بیت الحرام رضوانؔ ہے اُن کے مکاں کا نام
اپنے مکاں کا نام تو بیت الحال رکھ

کوئی میرا ہے نہ دنیا میں کسی کا میں ہوں
کھل گیا راز یہ آخر کو کہ میرا میں ہوں

لفظ تو میرے لئے جان کا دشمن ٹھہرا
لفظ میں نے دیا تسکین کے اپنا میں ہوں

میں کی تحقیق میں میں نے کئی ٹھوکر کھائے
تب سمجھ میں کہیں آیا ہے کہ میں کا میں ہوں

میں جو اُٹھ جاؤں تو ہر راز حقیقت اُٹھ جائے
پردہ ایسا ہوں کہ ہر راز کا پردہ میں ہوں

کوئی پردہ ہے میرا میں نہ کسی کا پردہ
پردہ در پردہ ہوں خود اپنا ہی پردہ میں ہوں

میں مذکر بھی ہوں اور شان مونث میں ہی
ابتداء انتہا کوئی نہیں میں تھا میں ہوں

میں پنا راز ہے اک ایسا انوکھا رضوانؔ
جاننے والا پکار اُٹھے کہ ہر جا میں ہوں

لو اشارے دے رہا ہوں لاؤ اُن کو کام میں
حق تعالیٰ چھپ گیا ہے نام بنکر نام میں

یوں تو سب ہی نام اُن کے ہیں یہ ہی نود پہ نو
نام سب برحق ہیں لیکن ہے وہ سوال نام میں

ایک وہ مجرم کے جس کو خوب آزادی ملی
ایک ہم جو پھنس گئے قالوبلیٰ کے دام میں

ایک دل میں ابلیس واللہ محمدؐ کس طرح
جب کے دو تلوار رہ سکتے نہیں ایک نیام میں

طاقت روحی نہ ہو جب تک عروج و بام پر
تقویت ہرگز نہ آئیگی کبھی الہام میں

کب تلک یونہی پلاتا ہی رہیگا بوند بوند
سارے میخانے کو ساقی گھول دے اب جام میں

ایک دل میں کس کس کو دوں جگہ رضوانؔ میاں
اتنی گنجائش کہاں ہے اس دل ناکام میں

غور کرتا ہوں یقین میرا بجا ہے یا نہیں
جو پتہ میرا ہے وہ اُس کا پتہ ہے یا نہیں

میں خدا ہوں یا نہیں ہوں کچھ پتا چلتا نہیں
ساقیا اب تو ہی بتلا تو خدا ہے یا نہیں

لا کہا تو لا ہوا وہ لا بھی اس میں لا ہوا
یہ ہماری زندگی کی ابتداء ہے یا نہیں

جس قدر نزدیک رہتا ہے وہ اُتنا دور ہے
سوچتا ہوں عبد و رب میں فاصلہ ہے یا نہیں

راز الانسان سرٌ کا سمجھ میں آگیا
جو کھتا اپنی ہے وہ اُس کی کھتا ہے یا نہیں

سامنے رکھ کر عمل کا آئینہ کچھ غور کر
ہم سے بڑھ کر کوئی دنیا میں بُرا ہے یا نہیں

مل گئے خلوت میں دونوں نور ٹپکا نور میں
ساقیا معراج کا یہ واقعہ ہے یا نہیں

کس طرح جاؤ گے جنت میں ابھی رضواں میاں
دیکھ لو جنت کا دروازہ کھلا ہے یا نہیں

رضوانؔ کو مت خدا کہو رضوانؔ خدا نہیں
کس منہ سے میں کہوں کے میں کیا کیا ہوں کیا نہیں

پیتا ہوں جام قائم و دائم کا رات دن
جو لائق فنا ہوں میں ایسا خدا نہیں

وہ ابتدا ہوں جس کی نہیں کوئی انتہا
وہ انتہا ہوں جس کی کوئی ابتداء نہیں

آدم کی اصلیت کا پتہ مل گیا مجھے
بہتا ہوا ہے دریا یہ ٹھہرا ہوا نہیں

میں ہوں بھی اور نہیں بھی ہوں یہ میری شان ہے
میرا پتہ یہی ہی ہے کہ میرا پتہ نہیں

جس کو لگا ہے چسکا تصوف کا جان لیں
یہ وہ مرض ہے جس کی کہیں پر دوا نہیں

رضوانؔ میں کیا طلب کروں کس سے طلب کروں
کیسی دُعا کے جب کے کوئی مدعا نہیں

کیا ہیں سمجھ میں آئینگے وہ آزما کے دیکھ
اک بار اُن کی یاد میں آنسو بہا کے دیکھ

اُٹھتے ہیں کیسے پردہ اسرار دیکھ لے
اک صوت سرمدی کی طرف دھن لگا کے دیکھ

کلمے کو پڑھنے والے ذرا یہ بھی لطف لے
آنکھوں میں کلمے والے کا نقشہ جما کے دیکھو

کھل جائیگا یہ راز یہاں کیا ہے کیا نہیں
وہم وگماں کے جتنے ہیں پردے اُٹھا کے دیکھو

کرتا رہیگا ذکر خدا یونہی کب تلک
جوہر خودی کے یاد خدا میں لٹا کے دیکھ

جو غیب وگمشدہ ہے نظر آئیگا ضرور
اہل نظر کو پہلے تصور میں لا کے دیکھو

گر فیض بخشنا ہے کسی کو تو یاد رکھ
رضوان خودی کو اپنی تو پارس بنا کے دیکھ

لباسِ عبدیت سے ہی عیاں سرکار ہوتے ہیں
ربوبیت کا اس میں سینکڑوں اسرار ہوتے ہیں

جسے کہتے ہیں سب دل ہے وہ ذاتی ملکیت اپنی
رہا کرتے ہیں جو اس میں کرائے دار ہوتے ہیں

مقام ایسا بھی اک آتا ہے آگے دیکھتے رہئیے
جہاں پر ذکر و فکر و شغل سب بیکار ہوتے ہیں

اَنا کے شہر میں ہر اک کو سرداری نہیں ملتی
جو سر کو دار پر رکھتے ہیں وہ سردار ہوتے ہیں

ہمارا میکدہ ایسا کدہ ہے میکدہ اپنا
یہاں بے دین جو بھی آتے ہیں دیندار ہوئے ہیں

یہ کہکر نفس امارّہ کو ہر دم ذبح کرتا ہوں
بنا ذبح کے جو مرتے ہیں وہ مردار ہوتے ہیں

ہے سب سے اونچا سر سرکا سب سے اونچا ہے
جو اُونچا کام کرتے ہیں وہی سرکار ہوتے ہیں

شفاخانے کا دروازہ ہمشہ رکھ کھلا رضوانؔ
وہی آئینگے یاں جو عشق کے بیمار ہوتے ہیں

بیچ کر خود کو کسی ہاتھ پہ سودا کر لے
حق سے ملنے کا کوئی راستہ پیدا کر لے

سوچتا کیا ہے خدا کیا ہے محمدؐ کیا ہے
دیکھتا کیا ہے دریار پہ سجدہ کر لے

خوف محشر نہ رہے قبر کا کھٹکا نہ رہے
زندگی میں کوئی ایک کام تو ایسا کر لے

دل کو توحید کے دریاؤں میں غوطے دیکر
زنگ آلود اگر ہے تو مصفی کر ے

ذکر اللہ بجا ذکر محمدؐ بھی بجا
خود سے ملنے کا کوئی ایسا وظیفہ کر لے

ذکر اچھا نہیں وہ جس میں دُوئی کی بو ہو
راہ توحید میں ایمان کو پختہ کر لے

ہے اگر سامنے کوئی تو سمجھ شرک اِسے
اس لئے رضوان تو اپنے ہی کو سجدہ کرے

مردِ مومن ہے تو بس اتنی سی ہمت کر لے
بیٹھ کر عرش کی کرسی پہ صدارت کر لے

یاد رکھ تیرا کوئی ساتھ نہ دیگا ہرگز
خیریت اس میں ہے اپنی ہی حفاظت کر لے

پہلے بننا ہے تو اِک بندے کا بندہ بن جا
بعد اللہ کے بندوں پہ حکومت کر لے

چاہتا گر ہے محمدؐ کی محبت دل میں
سب محمدؐ ہی محمدؐ ہیں محبت کر لے

خود نظر آئینگے اللہ و محمدؐ خود میں
چشم نابینا (۱۱۴) سے خود اپنی زیارت کر لے

پڑھ کے لاحول ولا قوۃ الا باللہ
خود کو اک بار ذرا قابل لعنت کر لے

کلمہ قرآن میں لکھا ہی نہیں ہے رضوان
سب سے بہتر ہے یہ ہی خود کی تلاوت کر لے

حنائی دست سے ساقی نے جب جام شراب اُلٹا
تو اِک پردہ نشین نے اُس طرف رُخ سے نقاب اُلٹا

خدا جانے یہ اُن کا بھولا پن ہے یا شرارت ہے
میرے سیدھے سوالوں کا وہ دیتے ہیں جواب اُلٹا

نہیں معلوم یہ کس دل جلے بت کی دعائیں ہیں
کہ گردش کر رہا ہے آسماں پر آفتاب اُلٹا

خدا کو بُت کبھی سمجھا کبھی بت کو خدا سمجھا
نظر معصوم ہے جو کر رہی ہے انتخاب اُلٹا

گئے وہ دن کہ نیکی کر کے دریا میں ڈبوتے تھے
مگر اب نیکی کر کے مول لیتے ہیں عذاب اُلٹا

نظر آئینگی تجھ کو حسن کی گہرائیاں اس میں
ارے ناداں ذرا تو عشق کی پہلے کتاب اُلٹا

جو عالم دید کا تھا اب وہ پھیکا پڑ گیا رضواںؔ
بجائے اُن کا ہم پر چھا گیا ہے اک حجاب اُلٹا

رضوان وہ بدنصیب ہے جس کو گرد نہیں
کاغذ کا پھول کہیے اُسے اُس میں بو نہیں

ساقی نے جب سے غسل کا نکتہ سکھا دیا
بس اُس گھڑی سے رند کوئی بے وضو نہیں

رکھا ہوں خود نمائی کا آئینہ سامنے
کیسے کہوں کے کعبہ میرے روبرو نہیں

زاہد وضو نہ کرنا کبھی آبِ غیر سے
یہ عارضی وضو ہے یہ دائم وضو نہیں

تو پن کو کیسے دل میں جگہ دوں تیری قسم
بے شک زباں پہ تو ہے مگر دل میں تو نہیں

اللہ بھی ہے اور محمدؐ بھی سامنے
دونوں میں میرے جیسے کوئی ہو بہو نہیں

جب سے سمجھ میں آگئے نکتہ وصال کے
رضوان کسی سے وصل کی اب آرزو نہیں

میری عبدیت سلامت یہی میرا مدعا ہے
یہی میری ابتداء ہے یہی میری انتہا ہے

میرے ساقی سچ بتا نا کوئی راز مت چھپانا
میں خدا نہیں تو کیا ہوں تو خدا نہیں تو کیا ہے

جو نصیب میں لکھا ہے وہی کر گذر رہا ہوں
میں گنہگار کیسا میری اس میں کیا خطا ہے

میرے دل میں وسوسے ہیں کروں دل سے ذکر کیسا
میرے قلب میں محمدؐ میرے نفس میں خدا ہے

میں جو پوچھا اُن سے اِک دن کہ وصال تم سے کیوں ہو
کہے ہنس کے خود پرستی یہ وصال انتہا ہے

یہ تولد و تناسل ہیں عجیب کھیل رضوانؔ
نہ تو اس کی ابتداء ہے نہ تو اس کی انتہا ہے

ابلیس کا بہت ہی میں احسان مند ہوں
جس کی نوازشوں سے میں خود کو پسند ہوں

مجھ میں کئی صحیفے طریقت کے بند ہیں
قرآن ہوں میں شرع کے لفافے میں بند ہوں

مرضی سے اپنی کچھ نہ کیا میں نے آج تک
مجبور ہوں جو اُن کے خیالوں میں بند ہوں

کوئی فرشتہ گرد کر کو میری نہ پا سکا
تحت السریٰ میں گر کے بھی اتنا بلند ہوں

ساقی یہ تیری نظر عنایت کا ہے اثر
میخانہ پی گیا ہوں مگر ہوش مند ہوں

کل کائینات بند ہے میرے وجود میں
قدرت بھی فخر کرتی میں وہ کمتر ہوں

رضوان میں ایسا دہریہ ہوں ہے خدا گواہ
لاکھوں میں ایک آدھ کو شاید پسند ہوں

کلمہ کو فقط غافل پڑھ لینے سے کیا ہو گا
تصدیق نہ ہو جب تک ہرگز نہ بھلا ہو گا

اللہ کو خدا بننے کچھ وقت لگا ہو گا
قطرے سے بنا بندہ بندے سے خدا ہوگا

سنتے ہیں کہ عارف کے پیشاب میں سونا ہے
پارس ہے تو پارس کو پا پھر دیکھ لے کیا ہوگا

ساقی تیرا میخانہ تا حشر رہے قائم
جو ہاتھ بکا تیرے وہ بخشا ہوا ہوگا

توحید پہ مرمٹنا ہے شغل یہ رندوں کا
اس فن میں جو ماہر ہے حق اُس کا ادا ہو گا

میدان صداقت میں گر جھوٹ کہوں رضوان
بندوں کو خوشی ہو گی اللہ خفا ہوگا

حیا سے کام لے آئے بے حیا حیا کے لئے
خدا کا ذکر زباں سے نہ کر خدا کے لئے

یہ ہے مقام ادب جرم ہے یاں جنبش لب
کہ لب ہلانا ہی کافی ہے اک خطا کے لئے

خوشی و رنج والم حسرت و مسرت و غم
وہ آزما کے دیئے ہم بھی آزما کے لئے

گذرتے وقت کو میں نے گواہ رکھا ہے
کئے بوسے میری جبین نے جو نقش پا کے لئے

یہ ہی تو سوچ کے خاموش ہو گیا ہوں میں
خدا ہے میرے لئے اور میں خدا کے لئے

رضا پہ اُن کی میں راضی رہا سدا رضوان
کبھی نہ ہاتھ اُٹھائے گئے دُعا کے لئے

ابتداء سے وہ بشر کے روپ میں آنے لگے
بن کے آدم وہ دمبدم آنے لگے جانے لگے

لامکاں اُن کا مکاں ہے لامکاں بن جایئے
ڈھونڈھنے والے اُنہیں کیوں اتنا گھبرانے لگے

بھول کر خود کو تلاش حق میں کاٹی زندگی
ہائے مایوسی قیامت میں وہ پچھتانے لگے

حق کا طالب غور کر انفاس کی راہوں میں دیکھ
بن کے کیا آنے لگے وہ بن کے کیا جانے لگے

سب یہی کہتے ہیں جلوئے اُن کے ہیں چاروں طرف
ہم کو بتلاؤ کے وہ کیسے نظر آنے لگے

عبد و رب کا ہے معمہ کر کے حل دیکھو ذرا
کون اللہ کون بندہ کس کو ہم پانے لگے

شکل دونوں کی کہاں ہے ایک اے رضوان میاں
علم ناقص ہے اسے کیوں آپ اپنانے لگے

بشر بن کر اگر اللہ یوں پیدا نہیں ہوتا
قسم اللہ کی اللہ کا چرچہ نہیں ہوتا

بشر ہی کا ازل میں نور ضم تھا جسم آدم میں
نہ ہوتا نور اادم میں تو پھر سجدہ نہیں ہوتا

نماز ہوتی نہیں زندوں کو بلکہ سجدہ ہوتا ہے
نماز ہوتی ہے میت کو دہاں سجدہ نہیں ہوتا

ہے جس کا ذکر روحانی ہے جس کا مشغل نورانی
کے ایسے شخص کو دینا میں حاصل کیا نہیں ہوتا

جہاں میں دیکھ لو پردہ ہوا کرتا ہے غیروں سے
میری جاں اپنے والوں سے کبھی پردہ نہیں ہوتا

اگر ظاہر ہی وہ رہتے اگر یار رہتے باطن میں
معمہ طاہر و باطن کا پیچیدہ نہیں ہوتا

تمہارے بندے پن پر بندگی قربان ہے رضوان
نہ ہوتا بندہ وہ مجھ میں تو میں بندہ نہیں ہوتا

تن میں دل ہے روح دل میں نفس میں اک جان ہے
جان میں نور خدا ہے نور میں شیطان ہے

اتنے پردے کب اُٹھینگے مطمئن کب ہوگا دل
رہنما کامل ہے تو دشوار بھی آسان ہے

ساغر توحید سے پی ہے شراب معرفت
اپنے میخانے کا ہر اک رند با ایمان ہے

نفس میں اک نفس ہے اور جسم ہے اک جسم میں
روح میں اک روح ہے اور جان میں اک جان ہے

حافظو ہم کیا کریں گر حفظ ہے قرآن تمہیں
اپنی رگ رگ میں تو زندہ مالک قرآن ہے

سب فرشتے جس کو دیکھے ہی نہیں سمجھے نہیں
شخصیت ایسی ہمارے روبرو ہر آن ہے

ساغر ھو میں ہی شامل ہے حیات جاویداں
ھو میں ہی رضوان ہماری موت ہے اور جان ہے

وہی دریا ہے جو کثرت میں آ کر قطرہ ہوتا ہے
یہی قطرہ سمٹ جائے تو خود ہی دریا ہوتا ہے

اگر نکتہ جو کھل جائے تو خود تحریر بن جائے
اگر تحریر آپس میں ملے تو نکتہ ہوتا ہے

اگر بندہ سمٹ جائے تو خود اللہ بن جائے
اگر اللہ کثرت لے تو خود ہی بندہ ہوتا ہے

سمجھ اِس راز کو حق بات ہے سچ کہہ رہا ہوں میں
جو سب کو پیدا کرتا ہے وہ سب سے پیدا ہوتا ہے

زمین لرزے میں آتی ہے فلک سکتہ میں رہتا ہے
کے جب خلوت نہانی میں مکمل سجدہ ہوتا ہے

بہ روز حشر مجھ کو دیکھ کر حق نے کہا رضوان
محمدؐ اِس کو کہتے ہیں محمدؐ ایسا ہوتا ہے

خودی کو بھول کر میں جاہل و ناداں کہلایا
خودی پر لا کے ایماں صاحب ایمان کہلایا

اک ایسا متقی جس کا کوئی ثانی نہ ملتا تھا
تعجب ہے کہ ایسا متقی شیطان کہلایا

غلط ہے لعنتی کہلایا وہ سجدہ نہ کرنے سے
دوئی کی بات کہہ کر خود ہی وہ ناداں کہلایا

یہیں غارت ہوئی توحید اسکی ایک لغزش میں
وہ لغزش کر گئی گواہ بے ایمان کہلایا

وہ لغزش ایسی لغزش تھی کہ آیا صرف وحدت پر
جب ہی تو لعنتی ٹھہرا جب ہی شیطان کہلایا

محبت پارسائی علم و اخلاق و ادب رکھیے
نہیں ہیں جن میں یہ ہتھیار وہ حیوان کہلایا

جو تھا ایمان مجھ میں نام پر اُن کے لٹا ڈالا
میں رضوان صاحب ایماں تھا بے ایمان کہلایا

نہ پوچھو کے ہم کیا تھے کیا ہو گئے ہم
خدا تھے رسول خدا ہو گئے ہم

حیات النبی سے ملا ایسا نکتہ
لباس فنا میں بقا ہو گئے ہم

وہ اک دور تھا ہم تھے غفلت کدے میں
مگر اب سراپا ضیاء ہو گئے ہم

عطاؤں کی لذت اُٹھانے کی خاطر
اسی واسطے پر خطا ہو گئے ہم

خطاء ہم نہ کرتے تو بنتے فرشتے
فرشتوں سے افضل خدا ہو گئے ہم

دُعا کیا کریں کیوں کریں توبہ توبہ
دُعاؤں کا جب مدعا ہو گئے ہم

دو عالم کا ہی مجموعہ ہم ہیں رضوان
زباں بند کر لو بقا ہو گئے ہم

خوش نصیبی کے دربار تک آپہنچے ہیں
رحمت و فخرن و انوار تک آپہنچے ہیں

ساقیا پیاس بُجھا پیاس بُجھا پیاس بُجھا
تشنہ لب رند تیرے دربار تک آپہنچے ہیں

اُس کے صدقے جو شفا بخشی کا سامان لئے
ایک آواز میں بیمار تک آپہنچے ہیں

بے گناہی کی قسم حق و صداقت کی قسم
حق رسا حق کیلئے دار تک آپہنچے ہیں

اُن کو جنت کی ہوس ہے نہ رہیگی زاہد
جو در احمد مختار تک آپہنچے

ساقیا تیرے وسیلے کی کرن عرش تلک
اِس لئے ہم تیری سرکار تک آپہنچے ہیں

سچ تو یہ ہے کہ یہ نسبت کا اثر ہے رضوان
حشر کے دن وہ گنہگار تک آپہنچے ہیں

کلمہ طیب میں پہلے لفظ ہے انکار کا
دوسرا ہے لفظ آخر کس لئے اقرار کا

من عرف پر چلنے والے کیا کبھی سوچا بھی ہے
من عرف میں کیوں نہیں ہے داخلہ سرکار کا

نام میں ہی نام والا چھپ گیا ہے نام لے
ہاتھ سے جانے نہ دینا موقع دیدار کا

نام لینے والے پہلے نام کی تصویر کھینچ
حکم سرکاری ہے یہ فرمان ہے سرکار کا

غور کر جنت سے جو آیا وہی ہے جنتی
سب کے سب ہم جنتی ہیں غم نہ کر فی النار کا

نام جس کو مل گیا وہ نام والا ہو گیا
نام کا بھی نام لے جو نام ہے سرکار کا

نام کا پہلے معمہ حل کرو رضوانؔ میاں
اک خزانہ نام میں پوشیدہ ہے اسرار کا

جس کو اپنے آپ پر ایمان ہے ایقان ہے
اُس سے پوچھئے اللہ کی کیا شان ہے

بند تھے بندے تھے جب ہم کھل گئے اللہ ہوئے
سچ اگر پوچھو تو اپنی بس یہ ہی پہچان ہے

مر چکے ہیں جو بھی اُن کو اپنے خود میں دیکھ لے
اصل میں انسان خود ایک زندہ قبرستان ہے

اصل میں اُن کی حقیقت کو کوئی سمجھا نہیں
کیوں کے آلان کما کان یہ اُنکی شان ہے

یہ دورود و فاتحہ لا حول وجل شانہ
ابتداء نہ انتہا ہے ایسا یہ منڈان ہے

لاکھوں جنت اک طرف اور کوئے جاناں اک طرف
کیا کریں لیکر مکاں جنت میں عالیشان ہے

جان کی پہچان اے رضوانؔ میاں آساں نہیں
تن میں دل ہے دل میں روح و نفس اس میں جان ہے

میرا اسلام زندہ تھا ہر اک اسلام سے پہلے
محمدؐ نام تھا میرا، خدا کا نام سے پہلے

میں وہ قرآن ہوں کے عرش سے نازل ہوا اول
میں اک حرف مشدّد تھا ال م سے پہلے

انہیں زیبا ہے دعوی نعرہ الیٰ انا اللہ کا
جو رکھتے ہیں خبر انجام کی انجام سے پہلے

عبادت بے وضو کرتا ہوں ایسا رمز ہے میرا
وضو کرنا پڑھا مجھکو بُرے ہر کام سے پہلے

میرے ہر فعل میں طاقت ہے کس کی؟ کس کا منشا ہے
مجھے الزام دینے والے سن الزام سے پہلے

خدا پہلے ہے یا بندہ ہے پہلے چپ رہو رضوان
وحی نازل نہیں ہوتی کبھی الہام سے پہلے

کہاں تک ضبط کے ساغر کہاں تک صبر کے حیلے
لباسِ حسن میں چھبنے لگے ہیں عشق کے کیلے

مقامِ عشق کی وہ تلخیاں بتلا کے کہتا ہے
اگر مرنا ہے تو مر جا اگر جینا ہے تو جی لے

یہ توحید و تصوف کے ہیں نکتے غور کر ان پر
ہے لذت ان کی باطن میں بہ ظاہر میں زہریلے

اَنا کی سوئی اور دھاگہ یقین کا ساتھ رکھ اپنے
اگر دامن ارادے کا پھٹے فوراً وہیں سی لے

چنے فولاد کے رکھ کر پیالے زہر کے بھر کر
چبانا ہے تو یہ کھا لے پچانا ہے تو یہ پی لے

تصوف میں قدم ایسوں کے رضواںؔ جم نہیں سکتے
خیالوں کے جو ہیں کچے ارادوں میں جو ہیں ڈھیلے

دہریہ کہتے ہیں ہم کو اپنا سوا نام ہے
کفر ہے ایمان اپنا' شرک اپنا کام ہے

سچ اگر پوچھو تو بس اتنی ہے اپنی اصلیت
ہے لقب اپنا محمدؐ اور اللہ نام ہے

آیت لا حول اپنی شان میں نازل ہوا
کام ہے مردودیت' شیطانیت انعام ہے

ہم حرامی ہیں ٹھکانہ اپنا ہے بیت الحرام
برہنہ سرتن پہ حرمت کا نیا احرام ہے

غیب میں اللہ کو رکھکر تو نماز ہرگز نہ پڑھ
اِن نمازوں کا نمازے غائبانہ نام ہے

کونسا کلمہ وہ پڑھکر روح پھونکے غور کر
اُن کا پڑھنا جو نہ سمجھا عشق میں ناکام ہے

ہے رسول اپنے کے یا اللہ کے ہیں یہ رسول
غور کر یہ خاص نکتہ ہے دل آرام ہے

ایک 114 ہیں سورے تیں (۳۰) پاروں کو سمجھ
ورنہ رضوان معرفت میں یہ بُرا انجام ہے

ہزار کھلنے پہ نہ کھل سکا وہ راز ہوں میں
جو بج رہا ہے بنا تار کے وہ ساز ہوں میں

اک ایسی پاکی فرشتوں کو بھی نصیب نہیں
فرشتے دنگ ہیں اِک ایسا پاکباز ہوں میں

خدا کا حکم اقیموالصلوات ہے غافل
قسم خدا کی وہ قائم شدہ نماز ہوں میں

مجھے بھی حکم ہے غافل نماز قائم کر
نمازِ عشق سے جب ہی تو سرفراز ہوں میں

نمود میری خطا میں ینازمند سہی
مگر نمود کے پردے میں بے نیاز ہوں میں

میری حیات حسابوں میں آ نہیں سکتی
میرا وجود ہے گہرا بہت دراز ہوں میں

حقیقتوں کے گرے میرے کب کھلے رضوان
ہزاروں راز نہاں مجھ میں ہیں وہ راز ہوں میں

راز یہ اپنے پہ کھلتا کیوں نہیں
ذات حواؑ کا خلاصہ کیوں نہیں

ہے الف سے بڑھ کے نکتے کا مقام
کلمہ طیب میں نکتہ کیوں نہیں

پوچھ زاہد سے ھوالظاہر کا راز
ہے وہ ظاہر میں تو دکھتا کیوں نہیں

سارا عالم معرفت کی ہے کتاب
ہر کوئی پڑھ کر سمجھتا کیوں نہیں

حضرت آدم کو سجدہ کس لئے
حضرت حواؑ کو سجدہ کیوں نہیں

کیوں مذکر زیر پردہ ہوگیا
ہے مونث اُس پہ پردہ کیوں نہیں

ہے خدا خود میں تو رضوانؔ سوچیئے
خود سے ملنے کا ارادہ کیوں نہیں

بھول کر خودی اپنی مت بھٹک اندھیرے میں
عمر ضائع کرتا ہے کیوں دوئی کے پھیرے میں

جس کو کہتے ہیں شیطان وہ بھی اک تجلّی ہے
کام آئیگی اِک دن اک نہ اک اندھیرے میں

لا نہیں اللہ ہے کیا نہیں اور کیا ہے
لا اللہ کی کنجی ہے انا کے ڈیرے میں

دل تو گھر خدا کا ہے رہتا ہے وہ کہیں پر ہے
جائزہ خودی کا لے ڈھونڈ تن کے گھیرے میں

عشق میں جو مر مٹ کر صبر و شکر کرتے ہیں
آگے وہ پنا لینگے حسن کے سویرے میں

یار کو منانے کے ڈھنگ اور ہوتے ہیں
ڈھنگ ایسے اے زاہد تیرے میں نہ میرے میں

نور گر پرکھنا ہے آنکھ بند رکھ رضوان
نور جھلملاتا ہے دیکھ لے اندھیرے میں

خاک کا پتلہ ہے انسان سمجھ سے باہر
اَن گنت صفحوں کا قرآن سمجھ سے باہر

خود کی پہچان سے حق کی تو ہے پہچان مگر
کیا کریں خود کی ہے پہچان سمجھ سے باہر

کون ہے کاتب تقدیر نہ سمجھے اب تک
ہے یہ تقدیر کا عنوان سمجھ سے باہر

رُوح پھونکی گئی سچ بھی ہے حقیقت بھی تو ہے
ہے مگر روح کا عرفان سمجھ سے باہر

نفس کیا چیز ہے آیا نہ سمجھ میں اب تک
نفس امارہ کی ہے شان سمجھ سے باہر

جس قدر سہل ہے یہ اتنا ہی دشوار بھی ہے
من عرف کا ہے جو عرفان سمجھ سے باہر

خود کی پہچان کوئی کھیل نہیں ہے رضواؔن
ہے یہ نکتہ بہت آسان سمجھ سے باہر

ہرگز نہ میں خدا نہ رسول خدا ہوں میں
خود جانتا ہے جاننے والا کے کیا ہوں میں

بندہ ہوں نہ بشر ہوں نہ میں ہوں شہودِ غیب
غیب و مشہود والے کا اک مدعا ہوں میں

میں وہ ہوں میرا راز فرشتے نہ پاسکے
آیات ماعرفنا کا اک سلسلہ ہوں میں

ناپاک ہوں نہ پاک ہوں نہ میں ہوں نیک و بد
مجرم ہوں گنہگار ہوں نہ پارسا ہوں میں

ہونا نہ ہونا میرا معمے سے کم نہیں
ایسا معمہ کھل کے ادھورا کھلا ہوں میں

تخلیق میری کیسے ہوئی یہ نہ پوچھیے
سب سے ملا ہوا ہوں نہ سب سے جُدا ہوں میں

رضوان میرے وجود میں موجود کل جہاں
میں ہوں بقا فنا میں فنا میں بقا ہوں میں

اُٹھا کر خیر کی وادی سے پھینکا شر کے نالے میں
نصیبہ دیکھئے آئی کرک پہلے نوالے میں

نہ پڑ جائے خلل توحید میں بخشیش نہیں ہوگی
محمد ابلیں و اللہ کو رکھو کے تالے میں

اگر کہدوں تو رسوائی نہیں کہتا تو بربادی
پڑھا کر درس کفر و شرک کا ڈالا کٹھالے میں

شراب کلمہ توحید پی کر چُپ جو رہتے ہیں
رہینگے حشر تک وہ رند رحمت کے اُجالے میں

ابھی تک تشنگی دیدار کی بجھنے نہیں پائی
بلا کر اُس شہہ رگ کی رکھا حیلے حوالے میں

نہ مندر میں نہ مسجد میں نہ کعبہ میں نہ گرجا میں
وہ جان من پھرا کرتا ہے ہردم من کے مالے میں

کوئی کافر بھی گر دیکھے قدم بوسی کو جی ترسے
کشش اتنی تو رضوان چاہئے اللہ والے میں

خود سے ہٹ کر جو بھی ہیں دلمیں وہ سب اغیار ہیں
ابلیس واللہ نبیؐ یہ سب کرائے دار ہیں

جینا ہے تو تم کو دنیا میں نبیؐ بن کر جیو
ہے یہ فرمان محمدؐ سب کو جو سردار ہیں

کلمے کی کل سب کہے ہیں کل کی کل پر غور کر
کل کی کل کو خود میں جو سمجھے وہی سرکار ہیں

دین و دنیا میں کبھی غیروں سے مت اُمید رکھ
کیونکہ ہم سب خود عمل کے اپنے ذمہ دار ہیں

گر یہ سچ ہے ہم حفاظت میں ہیں اُن کی رات دن
گویا یہ اللہ محمدؐ اپنے پہرے دار ہیں

آیئے رتبہ ہمارا کیا ہے بتلادوں تمہیں
سب کا ہے اُن سے تعلق سب ہی تعلقدار ہیں

من عرف میں دخل کیوں رضوانؔ محمد کا نہیں
غور کر ناداں یہاں باکار ہی بے کار ہیں

یہ راز کھلا ہم پر امارہ کی مستی میں
اللہ بنا بندہ انفاس پرستی میں

اب تک یہ سمجھنے کا مجھکو نہ شعور آیا
وہ کونسی ہستی ہے شامل میری ہستی میں

سجدے تو کئے لاکھوں اِک بھی نہ اُٹھا پردہ
خود اُٹھنے لگے پردے اک بادہ برستی میں

دیوانے ہوئے دانا، دانا ہوئے دیوانے
ایسا بھی ہوا اکثر ساقی تیری بستی میں

پیمانہ وہ بادہ کی کب اُن کو ضرورت ہو
نظروں سے جو پی پی کر آجاتے ہیں مستی میں

اللہ محافظ ہے خاموش رہو رضوانؔ
اندھوں کی حکومت ہے آئینوں کی بستی میں

تو ہے نہاں میں ہوں عیاں　　تو کون کی میں کون کی
میرا نشاں تو بے نشاں　　تو کون کی میں کون کی

تو پن میں دیکھا غیریت　　میں پن میں پایا خیریت
اب کیوں کروں تیرا بیاں　　تو کون کی میں کون کی

تو ہے اگر تو آنظر　　یا دے پتہ تو ہے کدھر
یا صاف کہدے بے گماں　　تو کون کی میں کون کی

میں پن میرا موجود ہے　　تو پن تیرا نابود ہے
میرا مکاں تو لا مکاں　　تو کون کی میں کون کی

تو بھی مجھے کہتا ہے تو　　میں بھی تجھے کہتا ہوں تو
تو کی عجب ہے داستاں　　تو کون کی میں کون کی

تو پن تیرا باطن میرا　　میں پن تیرا ظاہر میرا
بڑھنے لگی حیرانیاں　　تو کون کی میں کون کی

میں میں اکائی جلوہ گر　　تو میں دوئی ہے سربسر
کہتا ہے عارف بے گماں　　تو کون کی میں کون کی

میں تو ہوا تو میں ہوا　　میں تن ہوا تو جان ہوا
اب مت کہو رضوان میاں　　تو کون کی میں کون کی

سب کچھ ہے دفن مجھ میں وہ زندہ مزار ہوں
اس واسطے میں اپنی خودی پر نثار ہوں

ہر اک کا ظرف دیکھ کے دیتا ہوں جام راز
یعنی کے میکشوں کا میں پروردگار ہوں

کس کی طلب کہاں کی طلب کیسی جستجو
مدت سے خود سے ملنے کو میں بیقرار ہوں

نظروں میں شکل یار تو ہاتھوں میں جام عشق
ایسا ہوں رند ایسا اطاعت گذار ہوں

رحمت مجھے پکار رہی ہے کے آ اِدھر
کیسے نہ وہ پکارتی تصویرِ یار ہوں

کرنی پڑی ہے مجھکو تلاوت وجود کی
گویا کے کُل وجود کا میں اشتہار ہوں

گنج خفی سے نکلا کئی صورتیں لئے
رضوانؔ میں ایک ہی ہوں مگر بے شمار ہوں

محفل ہے یہ رسول کی نورانی رات ہے
محفل میں جو بھی بیٹھے ہیں سب کی نجات ہے

ہم میکشوں کی شان ریاضت تو دیکھئے
اللہ بھی رسول بھی اس دم کے ساتھ ہے

اللہ اور رسولؐ کو مرشد میں دیکھئے
جو ہاتھ میں مریدوں کے ہے کس کا ہاتھ ہے

جو دامن حیات النبیؐ سے لپٹ گیا
سمجھو کہ بعد مرگ بھی وہ باحیات ہے

اپنی خودی میں مست ہیں دن ہو کہ رات ہو
اللہ والوں کے لئے دن ہے نہ رات ہے

کہتے نہیں ہر اک سے مگر ظرف دیکھکر
کانوں میں پھونک دیتے ہیں جو خاص بات ہے

کعبہ کہو کہ عرش کہو یا کہ تبکدہ
رضوان ہمارے دل میں تو اک سومنات ہے

آدم میں روح آتے ہی جنت میں آگئے
یہ ابتدائی دور تھا غفلت میں آگئے

صد شکر سر چھپانے کو کچھ مل گئی جگہ
اچھا ہوا کہ پیر کی نسبت میں آگئے

یہ پیر ایسا پیر یہ پیروں کا پیر ہے
اس پیر کے وسیلے سے رحمت میں آگئے

سر کا جھکانا فرض تھا قدموں پہ جھک گیا
کہتی ہے دنیا کہنے دو بدعت میں آگئے

رب کی ربوبیت کو سمجھنے کے واسطے
وحدت سے ہم نکل گئے کثرت میں آگئے

کلمے کو پڑھ کے کرلو تلاوت وجود کی
صد شکر کلمے والے کی صورت میں آگئے

حیرت کدے میں گم رہے رضوان کئی برس
مرشد ملے تو دامن راحت میں آگئے

عبد اسم بے مسمّی ہے خدا ہے میں نہیں
رفتہ رفتہ مجھ پہ یہ عقدہ کھلا ہے میں نہیں

کیا کہوں کیسے کہوں میں کون ہوں کیا چیز ہوں
اپنے خود پر مجھکو دھوکا ہو رہا ہے میں نہیں

نغمہ ھو سے کھلے جاتے ہیں عقدے راز کے
میں نہیں ہوں میں جو میں سمجھا خدا ہے میں نہیں

دوسرے فتوے یہ کفر د رک کے مجھکو نہ دو
مجھ میں چھپ کر وہ تماشے کر رہا ہے میں نہیں

ب کے نکتے میں نہاں وہ خود ہے بندے کی قسم
درحقیقت خود وہی بندہ نما ہے میں نہیں

میں جو میں میں کہہ رہا ہوں بھید میں کا کیا کہوں
سوچتا ہوں میں خدا ہوں یا خدا ہے میں نہیں

میں کے معنی خود خدا کے ہیں سنو رضوان میاں
ہائے کس منہ سے کہو گے اب خدا ہے میں نہیں

بھول تھوڑی سی ہوئی تھوڑی سی غفلت کر کے
ہم گرفتار بلا ہو گئے قربت کر کے

خلو سے ہم نہیں آتے کبھی ہجرت کر کے
نفس امارہ نے رکھ چھوڑا حماقت کر کے

یا الٰہی ہمیں اب خلو میں بے نفس کے رکھ
کہیں غفلت نہ ہو پھر بے جا سی حرکت کر کے

کھل کے ہم کہہ نہیں سکتے کے خدا کیا خود کیا
ہمیں بھیجا گیا پا بند شریعت کر کے

سارا ایمان گیا۔ آگے کا اللہ حافظ
ہم یہاں تک تو چلے آئے ہیں ہمت کر کے

جو بھی کرتا ہے وہ حق جان کے کرتا ہو گا
کیا ملے گا ہمیں شیطان پہ لعنت کر کے

جو بھی جیسا ہے حقیقت کا ہے سایا رضوان
خواہ کوئی ہو نہ دیکھا کرو نفرت کر کے

سرکار کی نماز وہ سچی نماز تھی
سچے نمازیوں کو وہ کیسی نماز تھی
لیکن یہ آج تک بھی سمجھ میں نہ آسکا
اللہ جو پڑھا تھا وہ کس کی نماز تھی

ایک ہم جو پڑھ رہے ہیں یہ کیسی نماز ہے
پڑھتے تھے جو صحابہ وہ کیسی نماز تھی
سجدہ رکوع قیام میں وہ پختگی کہاں
یہ کہہ کے منہ پہ پھینکینگے تیری نماز تھی
مجھکو بھی ڈر ہے حشر میں مجھ سے نہ وہ کہیں
تقلید تھی نقل ہوئی نقلی نماز تھی

واللہ ایک سجدہ سہی ایسا ہو ادا
کہدیں وہ مسکرا کے یہ اچھی نماز تھی

پوچھینگے ہم سے کیوں نہیں دیکھا نماز میں
پھر یہ کہینگے کیا تیری اندھی نماز تھی

قائم نماز کر چکے رضوان پڑھے نہیں
ہو لاکھ ٹوٹی پھوٹی یہ اپنی نماز تھی

آتما بے چین ہے پرماتما کس کام کا
وقت پر جو ساتھ نہ دے وہ خدا کس کام کا

ذکر وہ کس کام کا جو قلب کو گرما نہ دے
جو رکھے دھوکے میں ایسا رہنما کس کام کا

ایک بھی پردہ نہ اُٹھ پایا ابھی تک حیف ہے
شغل وہ کس کام کا وہ مشغلہ کس کام کا

کیا خدا بہرہ ہے کیوں اپنی دعا سنتا نہیں
دلربا دل لے چکا ہے بے فا کس کام کا

دیکھ دونوں سانس ہے مردہ ہے اک زندہ ہے اِک
یہ نہیں سمجھا تو رند پارسا کس کام کا

ساقی خود پیاسا ہے رندوں کی نہ حالت پوچھئے
محوئے حیریت ہوں کے ایسا میکدہ کس کام کا

سننے والا ہے نہ کوئی پوچھنے والا رہا
یہ دُعا کس کام کی یہ مدعا کس کام کا

سینکڑوں رستے پیچیدہ چلیں کس راہ پر
رہنما اندھا ہے اندھا راستہ کس کام کا

ہاتھ میں تو ہاتھ لینا سہل ہے رضوانؔ میاں
مطمین نہ ہو تو ایسا واسطہ کس کام کا

آؤ ملادوں حق سے ابھی ایک آن میں
ہم دونوں مل کے رہتے ہیں ایک ہی مکان میں

اپنے سوا نہیں ہے کوئی ہے تو ڈھونڈھ لا
سچ بات کہہ رہا ہوں اِسے رکھ دھیان میں

نسبت کی پختگی کا ہو شاید یہ ہی اثر
ورنہ کہاں سے آتی یہ لذت اڑان میں

خود سے ملو خودی پہ مرو خود میں گم رہو
اپنا نہیں ہے ثانی کوئی درجہاں میں

لعنت ہے جس پہ وہ تو بڑا خوش نصیب ہے
لا حول بھیجتے ہو کہو کس کی شان میں

شہہ رگ سے وہ قریب تو پھر ان میں کون ہے
دل میں نظر میں روح میں نفسوں میں جان میں

کہتے ہیں جس کو لامکاں رضوان ہمیں تو ہیں
خود ان کا ہے بیاں کہ وہ ہیں لامکاں میں

یہ تینوں کس کی صورت میں ہیں ان کو ڈھونڈھ کر لانا

محمدؐ ابلیس واللہ پہ ایماں دیکھ کر لانا

مخالف جو بھی ہیں میرے انہیں تاکید ہے میری

یہاں سے خبر لے جانا اور اپنے ساتھ شر لانا

یہ کہہ کر طائران فکر کے پر کھول دیتا ہوں

کے جا کر لامکاں اور عرش کی کیا ہے خبر لانا

مجھے یہ پوچھنا ہے کون روحی ماں ہماری ہے

اگر ابلیس مل جائے تو اس کو کھینچ کر لانا

ازل سے تھا ہیں اندھا رہنما بھی مل گئے اندھے

ہر اک شئی میں ہویدا اس کی کہاں سے وہ نظر لانا

یہ وعدہ لے کے مجھ سے حق نے مجھکو فرش پر پھینکا

انانیت کا کاسہ نور معرفت سے بھر لانا

اگر چہ منکران نبر پوچھیں تو کہہ رضوان

سمن میری گرفتاری کا حق سے مانگ کر لانا

الٰہی جو سزا دی جا رہی ہے کس خطا کی ہے
خطا تو حضرت آدم نے کی ہے ہم نے کیا کی ہے

ذرا سوچ خدا محشر میں کس صورت میں آئے گا
خدا کا نام پر اک ہے ہر صورت خدا کی ہے

کچھ ایسا اُن کی رحمت نے نوازہ بادہ مستوں کو
نہ اب حاجت دُعا کی ہے نہ حسرت مدعا کی ہے

سمجھ اس راز کو سنجیدگی سے غور کر زاہد
خدا تیرا ہے بے صورت تیری صورت خدا کی ہے

ہزاروں پلٹیاں کھا کر نکل آیا ہے مخفی سے
سمجھ لے نفس کو اس نفس میں مستی بلا کی ہے

ہوئی اک بھول ایسی ہے ندامت آج تک باقی
نہ جانا خلد میں تاکید یہ ہم کو حیا کی ہے

زمیں والوں کی عظمت آسماں والوں سے ہے بڑھکر
مقام عبدیت ہے کبریائی شان خاکی ہے

ہمیں دعویٰ نہیں ہے پارسائی کا مگر رضوان
ہمیں نسبت تو حاصل شاہِ مرداں پارسائی ہے

اہل خدا کے قرب سے ہم باخدا ہوئے
اب آگے کچھ نہ پوچھئے ہم کیا سے کیا ہوئے

وہ لاکھ عرش پر سہی ہم فرش پر سہی
ہم دونوں ایک دوسرے کے مدعا ہوئے

تحقیق کلمہ شرط ہے اپنے وجود میں
کلمہ ہزار پڑھنے سے کب پارسا ہوئے

کثرت کی ایک چھلنی وہ یوں چھنے گئے
لاکھوں وہ صورتوں میں عیاں جا بجا ہوئے

رشتہ ہمارا اُن کا نہ لاؤ زبان پر
ہم اُن کے وہ ہمارے بڑے دلربا ہوئے

مردود نار سے جو بنا بے وفا بنا
چار عنصروں سے ہم بنے کب باوفا ہوئے

اللہ میں مجھ میں اور خدا میں بڑا ہے فرق
رضوانؔ میں کیا بتاؤں کے اب کون کیا ہوئے

بشر خیر البشر کیا ہے بشر کیا ہے کی کیا نہیں کی
خدا ہے یا خدا کا ہمسر کیا ہے کی کیا نہیں کی

نہ ہم واقف اُدھر سے ہیں نہ ہم واقف ادھر سے ہیں
اُدھر کیا ہے کی کیا نہیں کی ادھر کیا ہے کی کیا نہیں کی

خدا کیسا ہے کیا ہے کون ہے کس کو خبر اس کی
کہ خود ہم کو نہیں خود کی خبر کیا ہے کی کیا نہیں کی

حقیقت میں جو ہم ہوتے تو خود کو جان بھی لیتے
بہت کچھ جان کر بھی ہیں صفر کیا ہے کی کیا نہیں کی

کوئی کہتا ہے باطن میں خدا ہے خلق ظاہر میں
کوئی کہتا ہے حق ہے جلوہ گر کیا ہے کی کیا نہیں کی

کتابوں کے حوالے سے وجود عبد و رب دونوں
کہیں حق کس کو اور کس کو بشر کیا ہے کی کیا نہیں کی

نہ کافر کو کہو کافر نہ مشرک کو کہو مشرک
سمجھکر ڈالو ہر ایک پر نظر کیا ہے کی کیا نہیں کی

ہوئے موجود جو بھی اسم کی سب قید میں آئے
مسمیٰ کون ہے کس کو خبر کیا ہے کہ کیا نہیں کی

جو پوچھا میں نے عارف سے حقیقت کیا ہے علم کی
کہا معلوم ہے مجھکو کیا ہے کی کیا نہیں کی

حقیقت کو سمجھ اور بند رکھ اپنی زباں رضوان
کوئی پوچھے تو کہدے مختصر کیا ہے کی کیا نہیں کی

کلمہ یہ کہہ رہا ہے خدا کا رسول ہے
ان کو رسول اپنا سمجھنا فضول ہے

اپنا رسول کہنا یہ کلمہ کے ہے خلاف
غافل سنبھال ہوش یہ غفلت ہے بھول ہے

اپنا رسول کون ہے اس کو تلاش کر
کلمہ کا یہ رسول خدا کا رسول ہے

لگتی ہے کڑوی بات صداقت کی بات پر
حق بات پیش کرنا بڑوں کا اصول ہے

انشاء اللہ رہینگے ہم آزاد بعد مرگ
دوزخ قبول ہے نہ تو جنت قبول ہے

کرتے ہیں روز و شب جو حیات النبی کا ذکر
وہ ذکر غافلوں کو بتانا فضول ہے

ابلیس کا جو قلب ہے آدم کا نفس ہے
رضوان یہ بات آگے بتانا فضول ہے

ہوا پیدا ابلیں کس کی نسل میں
بتاؤ یہ ملعون کیا ہے اصل میں

ہر اک شعر پر میرے لاحول پڑھیئے
ملا مجھکو ملعون کلمہ کی کل میں

محمد کا سایہ بشر بن کے آیا
وجود محمدؐ ہے لا کی اصل میں

سمجھ کا ہے نکتہ سمجھ اس کو غافل
ڈھونڈ ھورا ہے گاؤں میں بچہ بغل میں

ہوا سے فقط ڈور ہلنے لگی تھی
مچھیرا یہ سمجھا کہ مچھلی ہے گل میں

تصوف کے گاؤں کا اللہ حافظ
نہ بستر پہ رانی نہ راجہ محل میں

مزا ہم کو آتا ہے دونوں میں زاہد
ادھر آب زم زم ادھر جمنا جل میں

خدائی میں ہم اور ہم میں خدائی
نقل ہے اصل میں اصل ہے نقل میں

رہو خاکساری میں خودار رضوانؔ
سدا خوش رہو بل پہ بل اپنے بل میں

اب ایسے خدا سے مجھے کچھ آس نہیں ہے
جس کو میری تکلیف کا احساس نہیں ہے

کیوں مجھکو عبادت کا صلہ کچھ نہیں ملتا
شاید کے عبادت بھی مجھے راس نہیں ہے

جتنا بھی تھا ایمان نچھاور کیا سب پر
اب قلب میں ایمان کی بُو باس نہیں ہے

یارو میرے عرفان پہ تہمت نہ اُٹھاؤ
اللہ کا فرمان ہے بکواس نہیں ہے

اس سوچ میں ہوں حشر میں کیا حشر ہو میرا
اب علم و عمل کچھ بھی میرے پاس نہیں ہے

ہم پڑھ تو چکے سورہ اخلاص کی بار
کیا بات ہے کیوں قلب میں اخلاص نہیں ہے

معلوم نہیں کس کی نوازش ہے کرم ہے
رضوان مجھے اب حشر کا وسواس نہیں ہے

میرے دلبر میرے روحی پدر آئے پیر میخانہ
تیری صورت ہے دل میں جلوہ گر اے پیر میخانہ

یہ تیری شکل نورانی تیری محبت یہ روحانی
خدا یاد آیا تجھکو دیکھکر اے پیر میخانہ

پلا اک جام ایسا حشر تک مستی رہے قائم
مٹا دے دل سے سب خوف و خطر اے پیر میخانہ

تیرے دیدار کو دیدار حق میکش سمجھتے ہیں
ہے تو ہی روبرو شام و سحر اے پیر میخانہ

تیری قربت رسول اللہ اور اللہ کی قربت
تیرا در ہے رسول حق کا در اے پیر میخانہ

رسول اللہ کیا اللہ کیا سارے فرشتے کیا
تیری صورت میں دیکھا جلوہ گر اے پیر میخانہ

جو سچ پوچھو تو سب یہ پیر کا احسان ہے رضوانؔ
ہوا حاصل خیال معتبر اے پیر میخانہ

آنکھیں توحید و رسالت کے ہیں میخانے دو
ہم دو ہاتھوں میں لئے بیٹھے ہیں پیمانے دو

روح کو جانکے دیکھ نفس کو پہچان کے دیکھ
روح اور نفس محمدؐ کے ہیں پروانے دو

اپنا میخانہ شب و روز کھلا رہتا ہے
بن بلائے کوئی آتا ہے تو آجانے دو

جاں بلب دیکھ کے میری وہ تڑپ کر بولے
کوئی مرتا ہے محبت میں تو مرجانے دو

دید بازی کے مزے لوٹ ہی لینگے اک دن
بھولے بھٹکے کبھی اُن کو تو نظر آنے دو

میں تو شیطان کو بُرا سمجھا نہ سمجھوں گا کبھی
بخوشی وہ مجھے بہکا تا ہے بہکانے دو

اُن سے ہی پوچھئے بندے کی حقیقت رضوان
جو چھپا رکھے ہیں انفاس میں دردانے دو

جلوہ مخزن اسرار مبارک باشد
نسبت نائب سرکار مبارک باشد

نوری محفل میں رخ یار مبارک باشد
طالب دید کو دیدار مبارک باشد

میکشوں کے لئے سب آج کی معراج کی شب
اُٹھ گئے پردہ اسرار مبارک باشد

رہبری ایسی کہ رہبر نہیں گرنے پاتے
راستہ ہو گیا ہموار مبارک باشد

دیجئے پنجتن پاک کا صدقہ دیجئے
تشنہ لب بیٹھے ہیں میخوار مبارک باشد

دیکھ کر مرشد کوثر کو خدا یاد آیا
چہرہ احمد مختار مبارک باشد

ہاتھ مضبوط ہیں چھوٹا ہے نہ چھوٹے گا کبھی
دامن سید ابرار مبارک باشد

سب کے چہروں پہ ہے نورانی تجلی رضوان
بزم پر بارش انوار مبارک باشد

اُن کا کیا ہے تمام اُن کا ہے
اپنا کیا ہے تمام اپنا ہے

اُن کا اُن کو ہے اپنا اپنے کو
اُن کا اپنا ادھورا سپنا ہے

ہم کو اب تک سمجھ میں آنہ سکا
کون اُن کا ہے کون اپنا ہے

عاشقی کی بہت ہے راہ کھٹن
شرط یہ ہے یہاں پنپنا ہے

اس لیئے ہم ہیں اپنے شیدائی
جس طرف وہ اُدھر لپکنا ہے

وہ بھی غائب ہے ہم بھی غائب ہیں
اب کہو کس کی مالا جپنا ہے

ہم بھی حاضر ہیں وہ بھی حاضر ہیں
اُس میں ہم، ہم میں وہ سمجھنا ہے

اصلیت کو سمجھ کے چپ رضوان
یہ ہے وہ ہے فضول بکنا ہے

زمیں وآسماں ہوتے نہ یہ دیر وحرم ہوتے
اگر آدم نہ ہوتے کچھ نہ ہوتا سب عدم ہوتے

ہم اُن کے چاہنے والے وہ اپنے چاہنے والے
نہ ہم ہوتے تو کس پر اُن کے یہ ظلم وستم ہوتے

اگر عصیاں نہ ہم کرتے جلاتی پھر کسے دوزخ
نہ کرتے بندگی تو کس کے جنت میں قدم ہوتے

سنو شیطان کی اِن حرکتوں پر تھوکنے والو
وہی حرکت بھی ہم کرتے اگر شیطان ہم ہوتے

تمہیں اے زاہد و محشر کے دن شرمندگی ہوگی
یہ ہی کہنا پڑے گا کاش ہم اپنے میں ضم ہوتے

ہمارے میکدے کی مئے میں یہ تاثیر ہے زاہد
یقیناً تو جو پیتا وسوسے کچھ دل کے کم ہوتے

بڑی مشکل سے یہ نکتہ سمجھ میں آگیا رضوانؔ
اگر شیطان نہ ہوتا تو تم ہوتے نہ ہم ہوتے

سمجھ اس راز کو تجھکو اگر تسکین پانا ہے
یہاں کیا بنکے آیا ہے وہاں کیا بن کے جانا ہے

وہ آخر کونسی آیت کو پڑھ کر روح پھونکا ہے
نہیں سمجھا تو ناداں ہے اگر سمجھا تو دانا ہے

وہ آخر اسم آعظم کونسا ہے جو ہے پوشیدہ
مسمیٰ اسم آعظم کا خودی میں ہی ٹھکانا ہے

سمجھ کر سوچ کر رکھنا قدم راہ تصوف میں
یہاں ایمان و عقل و ہوش داؤ پر لگانا ہے

جو پوچھا اُن سے کب تک آزماؤ گے تو یوں بولے
بہت کچھ آزمائے ہیں بہت کچھ آزمانا ہے

ادھر کعبہ ہے کعبہ والا رہتا ہے مدینے میں
یہاں چکر لگانا ہے یہاں دل کو جھکانا ہے

دلیل نحن اُقرب کا خلاصہ کیا کریں رضواںؔ
یہ نکتہ خاص ہے علم لدونی کا چھپانا ہے

ذات کی مستی جب اس تن میں سمائی ہو گی
رقص میں صوتِ انا شور مچائی ہو گی

جب میرا نقش زمیں پر ابھر آیا ہو گیا
آسماں والوں نے اک عید منائی ہو گی

اپنا دعویٰ ہے کوئی اپنا نہ ثانی ہو گا
کیونکہ یہ شکل مصور نے بنائی ہو گی

سب کو دعویٰ ہے رسائی کا مگر کس کو خبر
قاب قوسین تک کس کس کی رسائی ہو گی

دید بازی کے مزے نیند کے یوں نیند اڑے
عمر بھر نیند کو بھی نیند نہ آئی ہو گی

کیا تماشہ ہے کہ شیطان تھا توحید پرست
کس چالاک نے بے پر کی اڑائی ہو گی

بے سبب کیسے گنہگار میں ہوتا رضوان
کسی کمبخت نے یہ آگ لگائی ہو گی

بوالہوس نے جنت کو گڑ گڑا کے مانگا ہے
نام سن کے جنت کا ہم نے دور بھاگا ہے

خاکساریاں اپنی کیوں نہ رنگ لائینگی
اُسکا ہم میں ضم ہونا سونے پہ سہاگہ ہے

اُس طرف ہوئی لغزش اس طرف ہوا چرچا
وہ بھی اک تماشہ تھا یہ بھی اک تماشہ ہے

جنت اور دوزخ کا کیا کریں خلاصہ ہم
اک جمالی صورت ہے اک جلالی نقشہ ہے

اپنی پاک نسبت کے چرچے عرش تک پہنچے
ہم سے ملنے کو حاضر ہر قدم فرشتہ ہے

آیئے بتادوں میں عبد کیا ہے رب کیا ہے
عبد اک معمہ ہے اس کا رب خلاصہ ہے

آج اپنے مرکز پر ہم توجم گئے رضوان
پوچھ آؤ شیطان سے آگے کیا ارادہ ہے

سا ری دنیا ہے دلال اللہ رے اللہ

اس میں سچائی کا کال اللہ رے اللہ

کلمہ کیا ہے کلمہ سمجھو کلمے کی کل پاؤ

کلمہ کا خود راز کھلے گا کلمہ کو کھا جاؤ

کلمہ والے لالم لال اللہ رے اللہ

لا کیوں کالا سفید الہٰ ہرہ ہے کیوں الا اللہ

بتاؤں کیوں ہیں رسول پیلے کھرا ہوا کیوں اللہ

بولو کیوں ہیں محمد لال اللہ رے اللہ

جس جنت سے روٹھکے نکلے پھر کیا اس میں جائیں

نافرمانی کرنے والے کیا صورت دکھلائیں

حوریں میں کہدینگی کنگال اللہ رے اللہ

بعض گناہ ایسے ہیں جیسے کرنے سے خدا مل جائے

بعض عبادت ایسی خدا خود جس سے خفا ہوجائے

بولو کیا ہے وہ اعمال اللہ رے اللہ

ہم پر اُن کا راز کھلا تو ایسے ہم شرمائے

جیسے شرمیلی کا پتہ چھونے سے مرجھائے

سیدھی گنتی اُلٹی چال اللہ رے اللہ

اک الف کے لاکھ معمے کھولیں اُنہیں رب کیسے

پیچیدہ در پیچیدہ ہیں سارے معمے ایسے

جیسے مکھڑی کی ہو جال اللہ رے اللہ

تخم ہے اوپر مغز ہے اندر واہ رے اُسکی قدرت

تخم میں آتش پوشیدہ ہے مغز میں اعلیٰ لذت

رضوان رنگت اُس کی لال اللہ رے اللہ

کلمہ پڑھکر سمجھو یار اللہ رے اللہ
سیدھا حملہ الٹا وار اللہ رے اللہ

میں وہ تو کا راز نرالا یہ دنیا کیا جانے
جو کوئی اس راز کو سمجھے کلمہ کو پہچانے
ورنہ پڑھنا ہے بے کار اللہ رے اللہ

کلمہ کے جو راز کو سمجھا مومن وہ کہلایا
کلمہ کا جو راز نہ سمجھا آخر کو پچھتایا
ہو بیٹھا وہ خود بیمار اللہ رے اللہ

ان ساتوں کا کتنا وزن ہے ہائے نہ اب تک تولے
جب تک یہ میزان نہ سمجھے کیونکر حق حق بولے
ہیں یہ وحدت کے دو تار اللہ رے اللہ

کلمہ کیا ہے طیب کیا ہے پہلے اس کو سمجھو
کلمہ ہے بنیاد ہماری پہلے خود کو پوچھو
ورنہ قدرت کی پھٹکار اللہ رے اللہ

پختہ کر ایمان کو اپنے تھام اَنا کا دامن
کثرت کے بازار میں رہ کر حاصل کر لے ہر فن
ہر فن مولیٰ بن خودار اللہ رے اللہ

سن رضوان اک بات بتادوں اس کو دھیان میں رکھ لے
اندر والا جو کچھ بولے اُس کو گیان میں رکھ لے
اپنے خود سے کر لے پیار اللہ رے اللہ

بندہ قدرت کا انجن اللہ رے اللہ
اس میں کلمے کا ایندھن اللہ رے اللہ

نیت اپنی صاف رکھو تو کام بنے گا اچھا
نیت ڈانواں ڈول اگر ہو کون کہے گا سچا
گھر کا تیڑے ہے آنگن اللہ رے اللہ

دلمیں ہمارے اک ہی خواہش اس کے سوا نہ کوئے
ہر میکش کی ہے یہ تمنا یارب پوری ہوئے
اُ کے کوچے میں مدفن اللہ رے اللہ

دنیا روٹھے، عقبیٰ روٹھے، چاہے جو بھی روٹھے
چاہے عالم زہیر و زبر ہو، چھوٹا ہے نہ چھوٹے
اپنی نیت کا دامن اللہ رے اللہ

اللہ کے ولیوں کے چھلے اکثر ہم بنوائے
میری نبی کا چھلہ کہاں ہے جو ہم کو سمجھائے
اُس پہ صدقہ تن من دھن اللہ رے اللہ

مخفی سے وہ جونہی نکلے منہ پر چلمن ڈالے
اُس چلمن کے راز نہ پوچھو اُس کے راز نرالے
اپنا تن اُن کی چلمن اللہ رے اللہ

اس محفل میں جو بھی ہیں وہ سب کے سب ربانی
ان کو رضوان غور سے دیکھو سایہ ہے نہ ثانی
اُن کے جلوؤں کا گلشن اللہ رے اللہ

اُٹھایا من درف کا آئینہ دیکھا مزا آیا
نظر آیا خودی میں یار کا جلوہ مزا آیا

سنا ہے میں نے ہر اک اسم کا اک رب مسمی ہے
مگر کیوں بے مسمی عبد ہے سمجھا مزا آیا

وہ سجدہ ایک ہی جو سیکڑوں سجدوں پہ بھاری ہے
وہ ایسا کونسا سجدہ ہے جو سمجھا مزا آیا

خیال غیر سے دامن بچا رکھنا پڑا مجھکو
خیال غیر کیا ہے اس کو جو سمجھا مزا آیا

تلاش یار میں لاکھوں ہزاروں کھا چکے دھوکے
سمجھ آئی سمجھ میں آ گیا دھوکہ مزا آیا

وہ پڑھنا اور ہے جس سے پیا کی دید ہوتی ہے
وہ کیا پڑھنا ہے مجھکو پیر سمجھایا مزا آیا

رکھا جب من عرف کے آئینہ کو سامنے رضوان
میں اپنے آپ کو جب غور سے دیکھا مزا آیا

فقط سنتا ہوں میری روح تم ہو اور جاں تم ہو
مگر اب تک نہیں سمجھا کہاں میں ہوں کہاں تم ہو

ہوالظاہر ہوالباطن کا جس دم کھل گیا عقدہ
ہوا ثابت حقیقت میں نہاں تم ہو عیاں تم ہو

نہ تم کو بھول سکتے ہیں نہ تم کو چھوڑ سکتے ہیں
کبھی روح رواں تم ہو کبھی وردِ زباں تم ہو

عیاں تم ہو تو کیسے ہو نہاں تم ہو تو کیسے ہو
بنا سمجھے بنا جانے یہ کہتے ہیں کہ ہاں تم ہو

سمجھتا ہوں یہ الا انسان سرّ کی حقیقت ہے
تمہاری راز داں ہم ہیں ہمارے راز داں تم ہو

تم ہی تم تھے تم ہی تم ہیں رہو گے تم ہی تم آخر
ادھر تم ادھر تم ہو مکیں تم ہو مکاں تم ہو

تمہارے چاہنے والوں کا یہ ایمان ہے رضوان
کہ تم جیسے بھی ہو لیکن جہاں ہم ہیں وہاں تم ہو

جب مصوّر کو پسند آ گئی صورت اپنی
شانِ توحید کو شاید تھی ضرورت اپنی

ایسے جاہل ہیں نبھاتے ہیں جہالت کا بھرم
دونوں عالم میں ہے مشہور جہالت اپنی

اِس جہالت پہ ہے سو بار خدائی صدقے
ہر جہالت میں ہے روپوش شرافت اپنی

اپنی نسبت کا خلاصہ ہمیں قرآن سے ملا
کبھی بے کار نہ جائے گی یہ نسبت اپنی

پوچھا شیطان سے کیوں حکم نہ مانا رب کا
بولا اک راز ہے سمجھے نہیں لعنت اپنی

پوچھا شیطان سے پھر کچھ تو بتا راز تیرا
ہنس کے بولا کے سمجھ جاؤ حقیقت اپنی

راز کو راز میں رکھ رازؔ کے پردے نہ اُٹھا
نوٹ کر رہ گئی رضوان یہاں طاقت اپنی

غلط آعمال سے قسمت کو چمکایا نہیں میں نے
غلط تعلیم سے لوگوں کو بہکایا نہیں میں نے

کوئی کم ظرف فتوی کفر کا دیتا ہے دینے دو
خدا شاہد ہے راہِ کفر اپنایا نہیں میں نے

ذری سی بات پر میری اُلجھ جاتے ہیں کیوں ناداں
ابھی تو من عرف کا راز بتلایا نہیں میں نے

خدا کی شکل ہے بندے کی کرنا ہے یقین کر لو
کسی کو بھی خدا کی شکل دکھلایا نہیں میں نے

حقیقی کیا مجازی کیا یہاں کیا ہے وہاں کیا ہے
ابھی تک راز مخفی کھل کے سمجھایا نہیں میں نے

الہٰ اور الا اللہ کی حد ہیں رسول اللہ
رسول اللہ کی حد کیا ہے بتلایا نہیں میں نے

زمانے سے نرالی ہے تمہاری گفتگو رضوان
ہر اک کی بات اپنایا ہے ٹھکرایا نہیں میں نے

تن تندرست ہوگا آقیمو الصلوت سے
دل آئینہ بنے گا واتیہ ذاکات سے

ایمان کفر و شرک سے میلا نہ ہو کہیں
کرتا ہوں اُنکا ذکر بڑی احتیاط سے

جس کے دلوں میں عظمت صوم والصلوت ہے
وہ فیض پائیں قدر کی نوانی رات سے

وہ پوچھتے ہیں مجھ سے حیات النبی کا راز
واقف نہیں جو لذت ساز حیات سے

کچھ ایسے نکتہ کھل گئے صوم والصلوات کے
کچھ اور اُنس بڑھ گیا صوم والصلوات سے

یہ ماہ برکتوں کا ہے یہ شب شب نجات
توبہ کے تار باندھ لو تارِ نجات سے

رضوان سنبھال خود کو یہ میدان حشر ہے
چھوٹے کہیں نہ دامن ایمان ہاتھ سے

اگرچہ نفس امارہ میں یہ جنبش نہیں ہوتی
تو ہرگز خلد میں آدم سے یوں لغزش نہیں ہوتی

جو سچ پوچھو تو یہ سب نفس امارہ کا صدقہ ہے
وگرنہ احد کو احمد کی پھر خواہش نہیں ہوتی

نہ ملتے نور آپس میں نہ ہوتا وصل خلوت میں
اگر نور محمدؐ کی وہاں بارش نہیں ہوتی

خدا کا شکر ہے توحید کے ہاتھ آ گئے نکتے
وگرنہ یاد رکھو حشر میں بخشش نہیں ہوتی

اُٹھا لے قل ھو اللہ احد کا جام ہاتھوں میں
نشہ یہ وہ ہے جس سے عمر بھی لغزش نہیں ہوتی

چھپا رکھ راز اللہ الصمد کا اپنے سینے میں
یہی وہ راز ہے جس کی کوئی بندش نہیں ہوتی

خودی میں لم یلد کو جان لے پھر پڑھ ولم یلد
ولم یکن لہ میں غیر کی سازش نہیں ہوتی

ہمیں کفواً احد کا راز جب سے مل گیا رضوان
خدا شاہد ہے اب دل میں کوئی خواہش نہیں ہوتی

پوچھو عارف سے کے معراج کا قصہ کیا ہے
کچھ اشاروں سے بتادے کہ یہ نکتہ کیا ہے

دو کمانوں کا رہا فاصلہ معراج کی شب
دو کمانوں کا ذرا کہیئے معمہ کیا ہے

شب معراج کیا اللہ بھی تھا محو نماز
کس کی پڑھتا تھا نماز اس کا خلاصہ کیا ہے

گرم بستر بھی تھا زنجیر ہلا کرتی تھی
بات سچ ہے تو یہ سمجھانے میں خدشہ کیا ہے

ایک ہزار سال یہاں کے تو وہاں کا اک دن
سیر افلاک یہ رفتار یہ نقشہ کیا ہے

ایسی معراج کسی کے بھی مقدر میں نہ تھی
دیکھو پیغمبر اسلام کا رتبہ کیا ہے

تھا یہ سرکار کا ادنی سا کرشمہ اے دوست
اس سے ہٹ کر کوئی دکھلادے کرشمہ کیا ہے

راز ہی راز ہے معراج کا قصہ رضوان
کس سے جا پوچھیں کہ اس راز کا پردہ کیا ہے

ہر میں ہری کو جان رے بابا ہر میں ہری کو جان
تیرا ہری ہر ہر میں چھپا ہے دیکھ ہری کی شان

رے بابا ہر میں ہری کو جان

کاہے پھرت ہے مارا مارا در در ڈھونگ رچائے
چھوڑ کے گھر سنسار کو کاہے سنیاسی کہلائے
لاکھ پکارے رام نام پر رام کو دیکھ نہ پائے
من میں بیٹھا کر را مکو اپنے کاہے ہوا نادان

رے بابا ہر میں ہری کو جان

سانچے گرو کا چیلہ بنکر کرے گرو کو اپنا
من سے گرو کی سیوا کرنا نام ہری کا چپنا
من میں بٹھا کر اپنے گرو کو دیکھ ہری کا سپنا
ملنا ہے گر تجھکو ہری سے بات گرو کی مان۔

رے بابا ہر میں ہری کو جان

بات پتہ کی میں کہتا ہوں غور سے ناداں سننا
میرے گرو کا ہے یہ کہنا میرے گرو کا کہنا
صمٌ، بکمٌ، عمیٌ، ہوکر بہرہ اندھا بننا
پیا ملن کی راہ کٹھن یہ راہ نہیں آسان

رے بابا ہر میں ہری کو جان

میرے گرو کی بات نہ پوچھو جگ سے ہے وہ نرالا
میرے گرو کا روپ انوکھا کالی زلفوں والا
رضوان میرا ایسا گرو ہے سب میں بھولا بھالا
بیٹھا ہے دم مار کے یہ سب جان کے بھی انجان

رے بابا ہر میں ہری کو جان

حقؔ تعالیٰ عرش پر ہے کیا کبھی دیکھا گیا
اور پھر شہہ رگ ہے نزدیک کیا سمجھا گیا

حوّا کو جدہ میں اور آدم کو سراندیب میں
معلم الملکوت کو کہئے کہاں پھینکا گیا

کیوں ہوئی تخلیق آدم ہم کو سمجھایا گیا
چار عناصر سے ہوئی تعمیر پڑھوا گیا

فرش سے مٹی تو منگوائی گئی سچ ہے مگر
آگ کس نے لائی پانی کس سے منگوایا گیا

اپنے مقصد کے لئے وہ اپنی لذت کیلئے
ہم کو مٹی کے کھلونے دے کہ بہلایا گیا

پوچھا جب ابلیس سے مردود کیوں کیسے ہوا
بات سچ سچ جو بھی تھی کہنے کو شرمایا گیا

سجدہ زندوں کو ہوا کرتا ہے مردوں کو نہیں
کب جنازے کو بتاو سجدہ کروایا گیا

چپ رہو رضوان خدا کے واسطے اب چپ رہو
ایسے نکتوں سے ہر اک کا قلب گرمایا گیا

ذرا بتلائے اللہ کہاں ہے
سبھی اللہ ہے تو بندہ کہاں ہے

اُٹھا دوں گا ابھی میں ایک پل میں
ذرا بتلا تو دو پردہ کہاں ہے

عیاں نکتہ ہوا تحریر بنکر
نہ یہ پوچھو کہ اب نکتہ کہاں ہے

اگر دیکھے ہو تو سچ سچ بتاؤ
خدا جیسا ہر اک بندہ کہاں ہے

مزا جب ہے شہادت دیکھ کر دے
ارے جھوٹے اُسے دیکھا کہاں ہے

ہے رستہ من عرف کا صاف سیدھا
صداقت ہے یہاں دھوکہ کہاں ہے

گریباں میں ذرا منہ ڈال کر دیکھ
خودی میں یار کا کمرہ کہاں ہے

جو سن کر لاتا ہے ایمان رضوانؔ
بہت جھوٹا ہے وہ سچا کہاں ہے

نہ پوچھو مجھ سے میں نے کلمہ طیب کو کیا سمجھا
الہ لا کو سمجھا اور الا اللہ کو لا سمجھا

محمدؐ کو جمال حق و جود انسان کا سمجھا
رسول اللہ کو شانِ حبیب کبریا سمجھا

سمجھنے والے پتھر کو سمجھتے ہیں خدا اپنا
میں اپنے آپ کو سمجھا خدا تو کیا بُرا کیا

کھلا یہ راز سر مرشد کے قدموں پر جھکانے سے
کہ اللہ اور محمدؐ کا یہ ہی ہے راستہ سمجھا

سمجھ ہے تو سمجھ سے کام لو بوجھو سمجھ کیا ہے
سمجھ کو جو نہیں سمجھا وہ سمجھا بھی کیا سمجھا

نہ جانے لوگ معراج النبیؐ کو کیا سمجھتے ہوں
وہ کچھ بھی ہو مگر میں اپنے گھر کا واقعہ سمجھا

تیرے عرفان میں سچائیاں پوشیدہ ہیں رضوانؔ
مگر ہر سننے والا تجھ کو پکا دہریہ سمجھا

سارا جگ ڈھونڈھ کر تھک تھکایا　　اپنے ویسا کسی کو نہ پایا
خاک سارے جہاں کی اڑایا　　اپنے اپنی کس میں نہ آئی

اپنی صورت کس نہ پائی　　بات اپنی کس میں نہ آئی
رنگ اپنا کسی نے نہ لایا　　اپنے ویسا کس کو نہ پایا

کوئی ہم سا اگر ہے تو آئے　　اپنی صورت سے صورت ملائے
اپنی صورت ہی ایسی بنایا　　اپنے ویسا کسی کو نہ پایا

حق نے تصویر کل جب بنائی　　سامنے اپنے تصویر آئی
کھینچکر عرش سے ہم کو لایا　　اپنے ویسا کسی کو نہ پایا

شان میں میری قرآن اُترا　　میں شاہد بہت صاف ستھرا
مظہر حق جب ہی تو کہایا　　اپنے ویسا کسی کو نہ پایا

صرف ہے یہ ہماری حقیقت　　ہم پہ قربان ہے ساری قدرت
اپنے ہونے سے جگ جگمگایا　　اپنے ولیا کسی کو نہ پایا

راز کا ہم کو پردہ بنایا　　دونوں ہاتھوں سے ہم کو سجایا
اس لئے خود وہ ہم کو سمایا　　اپنے ویسا کسی کو نہ پایا

کیا کیوں کیا حقیقت ہے رضوان　　احترام شریعت ہے رضوان
اس لئے کچھ کہا کچھ چھپایا　　اپنے ویسا کسی کو نہ پایا

ہے ذکر و فکر خود داری ہماری
ہے یہ تلوار دو دھاری ہماری

فنائیت یہ عجز و انکساری
یہ ہی ہے شانِ مختاری ہماری

بڑی بیماری جیسے لا دوا ہے
تصوف ہے وہ بیماری ہماری

انا الحق کہہ کے ہم پیدا ہوئے ہیں
ہے پیدائش سے سرداری ہماری

خدا ہو کر نہیں کہتے خدا ہم
یہ ہی تو ہے گرفتاری ہماری

کہاں کی بندگی بس خدمت خلق
کٹی ہے زندگی ساری ہماری

عمل خود بے عمل ہے کیا کرے گا
قیامت میں طرفداری ہماری

جبین اپنی جبین یار پر ہے
عبادت سب پہ ہے بھاری ہماری

بڑی مہنگی پڑے گی تجھکو زاہد
انانیت ہے میخوار ہماری

نہاں خانے میں رضوانؔ نیند میں تھے
یہاں لائی ہے بے داری ہماری

تیرے دربار میں ہر قوم کو آتے دیکھا
صدق و اخلاص سے سر اپنا جھکاتے دیکھا

سونے والوں کو جگا دیتے ہیں یوں تو سب ہی
میرے ساقی تجھے مردوں کو جگاتے دیکھا

نیک و بد جو بھی چلا آیا تیرے مدرسہ میں
دوسرے در پہ کسی کو بھی نہ جاتے دیکھا

ساقیا ہے یہ تیرے علم و عمل کا اعجاز
کھردرے سنگ کو آئینہ بناتے دیکھا

سینکڑوں میں کوئی ایک آدھ ہے اللہ والا
جس نے اللہ کو پل بھر میں دکھاتے دیکھا

مرد مومن کی نگاہوں کا اثر آج بھی ہے
ڈوبتی کشتی کنارے سے لگاتے دیکھا

سب یہ عرفان و تصدق کا ہے صدقہ رضوان
جو تھے بے ہوش انہیں ہوش میں آتے دیکھا

مانگ اللہ سے ہر ڈھپ سے وہ پہنچاتا ہے
خود نہیں دیتا کسی اور سے دلواتا ہے

قرب ازنی کی صدا ہو کہ انا الحق کی صدا
جی میں آتا ہے تو اوروں سے کہلواتا ہے

حرم خاص کی حُرمت کو کوئی کیا سمجھے
دم میں دم آتا ہے دم بنتا ہے دم جاتا ہے

عید کی شان ہی کچھ ایسی ہے سبحان اللہ
اپنی تصویر کو وہ عبد میں دکھلاتا ہے

راز اللہ کا آدم ہے نہیں کیوں حوّا
اس سے ہی پوچھا تو کہنے کو وہ شرماتا ہے

گنج مخفی میں خزانہ تھا وہ پر اب کیا ہے
ان سوالوں سے تو شیطان بھی گھبراتا ہے

۱۱ قدم پر ہے میرے یار کا گھر
سامنے آتا بھی ہے کبھی چھپ جاتا ہے

دیکھنے کے لئے اپنی تجلّی رضوان
خود نہیں جنتا ہے وہ ذات سے جنواتا ہے

دادا، دادی تھے جنت میں آرام سے دادی کا ورغلانہ غضب ہو گیا
یوں تو گندم کا کھانا الگ راز تھا پہلے انگور کھانا غضب ہو گیا

ہاتھ پہنچے جو آدم کے انگور تک شجر گندم میں اک زلزلہ آ گیا
بھولے بھالے تھے آدم انہیں کیا خبر فرضیت کو نبھانا غضب ہو گیا

سرد پانی میں ایسا اُبال آ گیا نفس امارہ میں اک جلال آ گیا
رحمت حق بھی آنے لگی جوش میں خود پہ قابو نہ پانا غضب ہو گیا

نام گندم کا قرآن میں آیا نہیں نام قرآن میں میں نے پڑھا ہی نہیں
تذکرہ اک شجر کا ہے قرآن میں اس کو گندم بنانا غضب ہو گیا

ایک ہی وہ شجر ایسا نایاب ہے جس میں انگور و گندم بھی ہے آم بھی
اس شجر سے تو واقف نہیں ہر کوئی اس کی تفصیل پانا غضب ہو گیا

گ سے گم ہوئے ن سے نور میں د سے دم گیا م کے محل میں
شجر گندم کا یہ مختصر راز ہے یاں میرا غل مچانا غضب ہو گیا

ایک دن میں نے پوچھا یہ منصور سے عبدہ کون ہے ربہ کون ہے
ہنس کے بولے کہ رضوان یہ اک راز ہے اب زباں کو ہلانا غضب ہو گیا

اعلان ہو گا شہر میں اک قتل عام کا
نکتہ اگر بیاں جو ہو بیت الحرام کا

اولاد اپنی کیوں نہ ولد الحرام ہو
بیت الحرام ماں ہے تو باوا حرام کا

بیت الحلال جس کو میسر نہ ہو سکا
کرنے چلے طواف وہ بیت الحرام کا

ہم ہیں حرامی نکلے ہیں بیت الحرام سے
یعنی کہ بندہ عکس ہے بیت الحرام کا

بیت الحرام والا ہے اللہ چپ رہو
گھر والا بھی حرام کا گھر بھی حرام کا

تعظیم کیوں نہ کیجئے فعل حرام کی
حرمت سے ہے اگرچہ تعلق حرام کا

رضوان زباں سنبھال ذرا ہوش میں تو آ
تو خود سے پوچھ لے کہ ہے تو کس مقام کا

اُن سے اظہارِ حال کیا کرتے
ایسا ناقص خیال کیا کرتے

منکرانِ لحد میں خود منکر
ایسے منکر سوال کیا کرتے

منتقل ہوکہ وصل پانا تھا
ورنہ ہم انتقال کیا کرتے

خود کو کھوئے ہیں عشق میں ہم لوگ
اِس سے بڑھ کر کمال کیا کرتے

زندگی عشق میں فنا کر کے
زندگی کا ملال کیا کرتے

نفس کو جو حلال کر نہ سکے
روح کو وہ حلال کیا کرتے

غیریت میں جو مست ہیں رضوانؔ
خود میں خود سے وصال کیا کرتے

بیت الحرام خاص یا بیت الحلال ہے
یہ دو مکاں ہیں کس کو عروج و زوال ہے

نوڈ پہ نوں جو نام تھے اُن کے حرام کے
سوآں جو اُن کا نام ہے وہ الحلال ہے

نیچے کا اِک جلال ہے اُوپر کا اک جلال
دونوں کا جو نچوڑ ہے وہ ذوالجلال ہے

گندم کو توڑتے ہی شجر سے لہو گرا
جب گرنا بند ہو گیا اکل حلال ہے

اک حکم کُن سے ہو گیا مت پوچھو کیا ہوا
جو کچھ ہوا ہوا پس پردہ کمال ہے

ظاہر کا حکم اور تھا نیت کچھ اور تھی
گندم کا کھانا سجدہ نہ کرنا یہ چال ہے

رضوانؔ تیرے خیالوں پہ لعنت ہزار بار
کیونکہ یہ تیری شاعری حیض الرجال ہے

گنج مخفی کا خلاصہ پایا اپنے آپ میں
جلوہ اللہ اور نبیؐ کا دیکھا اپنے آپ میں

کون ہوں کیا ہوں کہاں پر تھا کہاں پر آ گیا
راز داں اس راز کو سمجھایا اپنے آپ میں

نام سے ہے نور اللہ اور محمدؐ کا عیاں
یہ معمہ پیر نے سمجھایا اپنے آپ میں

پیر سے پوچھا کے کب آمد ہوئی ہے نفس کی
ہنس کہ بولا غور کر یہ نکتہ اپنے آپ میں

من عرف کی ہو گی تکمیل آخر ہو گی
راز اپنا کھل گیا ہے اپنا اپنے آپ میں

سنتے آئے ہیں سوا نیزے پہ سورج آئیگا
آ گیا سورج یہ میں نے دیکھا اپنے آپ میں

ایسے پردے میں چھپا ہے یار وہ رضوانؔ میاں
عنقریب اُٹھنے کو ہے وہ پردہ اپنے آپ میں

خلوت کا ایک جام کیسے دوں کیسے نہ دوں
لاکھوں ہیں تشنہ کام کیسے دوں کیسے نہ دوں

تن بھی دل بھی نفس بھی جاں بھی ہے روح بھی
اللہ کا مقام کیسے دوں کیسے نہ دوں

نود پہ نوں جو نام تھے تقسیم ہو گئے
سواں بچا ہے نام کیسے دوں کیسے نہ دوں

حد سے زیادہ بڑھنے لگے ہیں یہ ذکر و فکر
تشویش ہے لگام کیسے دوں کیسے نہ دوں

محشر میں ہم کو دیکھ کے اللہ نے کہا
سب حق ہے التزام کیسے دوں کیسے نہ دوں

حرمت سے ہی حرام ہوئے فعل نیک و بد
اب تہمت حرام کیسے دوں کیسے نہ دوں

ظاہر میں یار کیسا ہے کیسا ہے غیب میں
ہے یہ اہم پیام کیسے دوں کیسے نہ دوں

رضوانؔ تجلی جب بھی ہوئی نفس پر ہوئی
یہ راز بے نیام کیسے دوں کیسے نہ دوں

گندم کو کھا کے رضوانؔ ہیں ایسے حال میں ہم
پہلے عروج پر تھے اب ہیں زوال میں ہم

دونوں کے دو گھروں میں دونوں کا ہے ٹھکانہ
بیت الحرام میں تم بیت الحال میں ہم

زاہد میں اور ہم میں ہے فرق صرف اتنا
وہ غیرت میں گم ہے اپنے خیال میں ہم

روحوں کی ماں کہاں ہے اور اُس کا نام کیا ہے
مدت سے غوطہ زن ہیں ایسے سوال میں ہم

کہتے ہیں خود پرستی ہے خود خدا پرستی
یہ شغل ہے ہمارا ہیں مست حال میں ہم

میکش بنے تو خود کی کرنے لگے تلاوت
رہتے ہیں رات اور دن اپنے وصال میں ہم

یہ اپنی آپ بیتی کس کو سنائیں رضوانؔ
کیا پائے کیا نہ پائے چالیس سال میں ہم

حق نہیں سمجھا تو خود کو حق کا نظارہ سمجھ
آپ اپنے کو نہ آئے زاہد تو ناکارہ سمجھ

جب کہیں تھی اب کہیں ہے بعد مرنے کے کہیں
روح کا عالم اگر یہ ہے تو آوارہ سمجھ

نفس کیا ہے تھا کہاں آیا کہاں سے تھا کہاں
تن سے بدن کا جائزہ لے اس کو اک پارہ سمجھ

حوض کوثر دیکھ لے اپنی خودی میں ناصحا
عشق کو اپنے اسی کوثر کا فوارہ سمجھ

عرش کا ہے نام روشن حضرت انسان سے
حضرت انسان کو ہی عرش کا تارہ سمجھ

تن مدنیہ علم کا ہے دل علی باہہا
آگ مٹی اور ہوا پانی کو چوبارہ سمجھ

سانس کے جھولے میں رضوان جھولتے ہیں رات دن
سانس کو اپنی فقط قدرت کا گہوارہ سمجھ

کلمہ کو پڑھ کر اپنے کو سانچہ سمجھ لیا
اللہ کے رسول کو اپنا سمجھ لیا

کلمہ کو پڑھ رسول کی عظمت کو جان لے
کلمے کو کیوں نجات کا تحفہ سمجھ لیا

اقرار کر لیا تو ہے تصدیق کر دکھا
کلمہ کو گویا کھیل تماشہ سمجھ لیا

پڑھنے سے فائدہ نہیں کلمہ سمجھ کے دیکھ
بخشا گیا وہ اس کا جو نکتہ سمجھ لیا

کلمہ کی شان دیکھ ذرا خود کی شان دیکھ
دونوں کا راز ایک ہے تو کیا سمجھ لیا

کلمہ کی کل سے آیا ہے عالم وجود میں
یہ ایسا راز ہے کہ جو سمجھا سمجھ لیا

رضوانؔ ہے خود ہی کلمہ طیب کا ایک راز
ناداں ہے وہ جو سیدھے کو اُلٹا سمجھ لیا

یہ ہے توہین شانِ عاشقاں کس طرح سمجھانا
کہ جس جنت سے نکلے پھر اُس جنت میں کیا جانا

تصور ہو تو ایسا ہو محبت ہو تو ایسی ہو
مزا جب ہے سراپا یار کی تصویر بن جانا

بٹھا کر عرش پر اُس جانِ من کو قید کر ڈالا
ارے زاہد وہی حق ہے جو ہر شئی میں نظر آنا

فرشتے ہم سے کم درجہ ہیں کیوں وہ اپنے کاندھوں پر
جو خادم ہیں ہمارے ان کو لازم ہے اُتر جانا

ہمارا کچھ نہیں اُن کا ہے سب تالو سے تلوے تک
امانت کونسی شئی ہے قیامت میں جو لوٹانا

قیامت میں جو ہوگا فیصلہ جب دیکھا جائیگا
مگر یاں بچ بچا کر جرم و عصیاں سے نکل جانا

حقیقت میں یہ دنیا کیا ہے گلشن اُن کے جلوؤں کا
یہی ہے فکرِ رضوانؔ اب کیسے کھونا کسے پانا

حق بات ہے خودی میں حقیقت چھپی ہوئی
بے صورتی کی ہم میں ہے صورت چھپی ہوئی

تیرہ الف کا راز ہے کلمہ کی آڑ میں
تیرہ کو کھول دیکھ طہارت چھپی ہوئی

کلمہ میں دیکھ فرقے بہتر چھپے ہوئے
فرقے کہ فرق ہی میں ہے وحدت چھپی ہوئی

نسبت غلط ہے کس بد و بدکار نے کہا
ہر فعل میں ہے قوت نسبت چھپی ہوئی

خود میں ربوبیت کا ہے نقشہ چھپا ہوا
نقشے میں دو جہاں کی ہے دولت چھپی ہوئی

رضوانؔ وجود کھلتے ہی مت پوچھ کیا ہوا
ہے شانِ احدیت میں رسالت چھپی ہوئی

اگر غیریت کا خیال آگیا
تو سمجھو کے وقت زوال آگیا

وہ خود بن کے خیرالبشر آگئے
بشر بن کے وہ بے مثال آگیا

یہ معراج ہے عشق و جذبات کی
اچانک کسی کا خیال آگیا

تجلّی نظر صاف آئیگی کیوں
جب آئینہ دل میں بال آگیا

بھلا کیسے کھاتے نہ گندم کو وہ
ہوا گرم تھی اور اُبال آگیا

ہتھیلی میں جنت دکھائینگے ہم
ہمیں بھی اک ایسا کمال آگیا

اَجل آگے کہتی ہے رضوانؔ میاں
چلو اُٹھو وقت وصال آگیا

بیت الحرام کعبہ ہے گھر بے مثال ہے
رضوان ہمارا جھونپڑا بیت الحلال ہے

کیا ناک لے کے جائینگے جنت کی سیر کو
غفلت جو ہو گی تھی ابھی تک ملال ہے

سب جنتی ہیں جتنے بھی بیٹھے ہیں بزم میں
زندہ ثبوت ہے یہ کہو کیا خیال ہے

یہ راز کھل گیا ہے خودی کی تلاش میں
بندے کو ہے عروج خدا کو زوال ہے

سنت نبیؐ کی کیا ہے خدا کا ہے فرض کیا
کس منہ سے میں کہوں میرا کہنا محال ہے

جنت میں 4 ماہ پہ دس دن کا تھا قیام
اِس راز کو جو سمجھا وہی باکمال ہے

ساقی جو معرفت کی ہے دولت وہ بانٹ دے
اکل حلال ہے کہ یا چوری کا مال ہے

دنیا میں لاکھ بھی یہ گنہگار ہے تو کیا
اُن کی نظر میں رضوان ابھی نونہال ہے

حرم و دیر کی کرنے دو کاروائی مجھے
کہ قید و بند سے ہے کچھ نہ کچھ رہائی مجھے

جب اُس سے پوچھا تیری دید کو ترستا ہوں
تو میری شکل ہی کمبخت نے دکھائی مجھے

نہ کرتا خود کی تلاوت تو اور کیا کرتا
نہ آئی راس حدیثوں کی رہنمائی مجھے

میرے وجود کو معراج ہو گئی شاید
بڑے غرور سے تکنے لگی خدائی مجھے

نظر جو آئے تو میخانے کا پتہ دنیا
سنا ہے ڈھونڈھتے پھرتی ہے پارسائی مجھے

میں دیکھوں نارِ جہنم میں کس قدر دم ہے
ذرا وجود کی دینے تو دو دہائی مجھے

کٹے گی خلد میں کس طرح زندگی رضوانؔ
وہاں کی آب و ہوا گر نہ راس آئی مجھے

جب سے شراب وحدت ساقی پلا رہا ہے
آنکھیں چمک رہی ہیں دل جگمگا رہا ہے

ہر پل وصال میں ہیں اس میکدے کے میکش
اب ملنے آرہا ہے اب مل کے جا رہا ہے

کلمہ کا راز کچھ ہے ہم کچھ سمجھ رہے ہیں
بے سمجھے پڑھنے والا دھوکہ میں آرہا ہے

ساقی تیرے تصدق میں جان و دل سے قربان
الٹا پڑھا رہا ہے سیدھا دکھا رہا ہے

اک دن میں اُس سے کیسی ہے تیری صورت
ہنس کر وہ میری صورت مجھکو دکھا رہا ہے

پردہ نشیں سے پوچھو اپنوں سے کیسا پردہ
ہم اُس کے وہ ہمارا کیوں منہ چھپا رہا ہے

بے دین دین والا ۔ اور دین کیا ہے رضوان
اس راز کو سمجھنے کیوں تلملا رہا ہے

بجا ہے کلمہ طیب اگر توحید کا ہو گا — تو یہ سمجھائیے کلمہ چہارم کونسا ہوگا

ہے اس میں خاص خوبی کیا ہے اسمیں خاص نکتہ کیا — یہ دو کلمہ اگر توحید کے ٹھہرے تو کیا ہوگا

بتاؤ کونسا ہے کام کا تالو سے تالوے تک — سبھی ہیں خاص لیکن ان میں خاص الخاص کیا ہوگا

اگر جملہ ہیں چھ کلمے تو ڈھونڈھو خود میں چھ کلمے — انہی کلموں میں شاید دیکھیے اپنا پتہ ہوگا

ہے جس میں فائدہ اُس فائدے کو ڈھونڈیے صاحب — تلاش فائدے میں فائدہ ہی فائدہ ہوگا

یہ ایسی پہلیاں ہیں بوجھنا ہے فرض انساں کو — کہ ان ہی پہلیوں میں راز اپنا ہی چھپا ہوگا

مجھے اپنی پڑی ہے کون ہوں کیا ہوں کہاں کا ہوں — مجھے کیا کوئی سانسوں میں میری آیا گیا ہوگا

قرآن کے تیس ہیں پارے تو سورے ایک سو چودہ — یہ مطلب تیس کا اور ایک سو چودہ کا کیا ہوگا

الف میں تین ہیں نکتے تو نکتہ کتنے نکتوں کا — انہی نکتوں میں پوشیدہ خلاصہ آپ کا ہوگا

الف کا ہے مقام اعلیٰ کہ یا ہے ب کے نکتے کا — تو پھر کلمے میں نکتہ کیوں نہیں سوچنا ہوگا

خدا کے واسطے خاموش ہو جاؤ میاں رضوانؔ

نہیں معلوم یہ سننے سے کس کا حال کیا ہوگا

رضوانیہ شراب میں غفلت کی بُو نہیں
ہر رند باوضو ہے کوئی بے وضو نہیں

کلمہ کو بار بار سمجھ ورنہ یہ سمجھ
کاغذ کے سات پھول ہیں کچھ اِن میں بُو نہیں

عطر انا نیت سے معطر بدن کو رکھ
یہ راز ہے حیات النبیؐ کا غلو نہیں

میری قسم کے مجھ سے میرا وصل ہو گیا
تیری قسم کہ مجھکو تیری جستجو نہیں

تجھکو یہ ناز ہے کہ ہر اک شکل ہے تیری
مجھکو یہ فخر ہے کہ میرے جیسا تو نہیں

تو تو کا ذکر کرتا رہا عمر بھر مگر
جب تجھ سے میں ملا تو وہ میں ہی تھا تو نہیں

تو میرا آئینہ ہے یہ رضوانؔ سے پوچھ لے
آئینہ جب میں دیکھا تو میں ہی تھا تو نہیں

ملی ہے نوکری جب سے الٰہی کارخانے میں
کہ پہرہ دے رہا ہوں رات دن آنے میں جانے میں

جو مالک کارخانے کے ہیں اکثر روٹھ جاتے ہیں
تو کٹ جاتی ہے ساری رات سارا دن منانے میں

مجازی عشق میں آتی ہے بو عشق حقیقی کی
یہ عقدہ کھل گیا ہے لیلیٰ مجنوں کے فسانے میں

مونث تین ہیں اور اک مذکر سے ہے تن اپنا
ضروری تھا کہ مردانے کو آبیٹھے زنانے میں

وہ کھڑکی کھول کر گنج خفی سے آگئے باہر
بتاؤ اب وہ ظاہر ہیں کہ باطن ہیں زمانے میں

مذکر ہے خدا اپنا مونث ہے خودی اپنی
یہ دونوں میں ہے کیا رشتہ سمجھ لے خود کو پانے میں

میں کیسے کھول دوں اس کی حقیقت کون ہے رضوانؔ
کہ چالیس سال گذرے حضرت رضوان کو پانے میں

اپنا وجود نور محمدؐ کی شان ہے
میری زباں نہیں یہ خدا کی زبان ہے

پہنچا جو لا مکان میں تو یہ راز کھل گیا
کہتے ہیں جس کو لا مکاں تن کا مکان ہے

اب کیا بتائیں راہ تصوف کی تلخیاں
اک اک قدم پر ایک نیا امتحان ہے

زندہ ہمارا پیر ہے محشر کا غم نہیں
صدقہ رسول پاک کا امن وامان ہے

منکر نکیر قبر میں یہ کہہ کے چل دیئے
یہ شکل گویا شکل محمد کی شان ہے

اُس بے نشاں کی کھا کے قسم کہہ رہا ہوں میں
اُس پاک بے نشاں کا ہی بندہ نشاں ہے

خود میں ملا ہے جب سے حیات النبیؐ کا راز
رضوانؔ بس اُس طرف ہی ہمارا دھیان ہے

وہ چھپ گئے ہیں آنکھ مچولی کے کھیل میں
یہ کھیل اُن کو سوجھا نبیؐ کے طفیل میں

سب کھلتے رہینگے یونہی کھیل حشر تک.
عالم تمام بن گیا اس کھیل کھیل میں

دیر و حرم میں ڈھونڈھ کے اُن کو میں تھک گیا
آخر پتہ چلا وہ ہے آدم کی بیل میں

کیوں طائران روح کا کرنے چلے شکار
تلوار ہے نہ تیر نہ پتھر غلیل میں

تنہائی میں یہ سوچ رہا تھا کہ کیا کروں
اِس سوچ میں گذار ہوں نو ماہِ جیل میں

جب نکلا جیل سے تو کچھ آنے لگا شعور
تب جا کے اُن کو پالیا آپس کی میل میں

رضوانؔ یہ کھیل آنکھ مچولی کا خوب ہے
میٹھی سی باس آنے لگی کڑوے تیل میں

آرام سے تھے سائے میں گندم کے جھاڑ کے
اک دانہ تھا جو رکھ دیا ہم کو بچھاڑ کے

ڈر ہے نہ پھر ہو خلد میں گندم کی آرزو
جاؤ فرشتوں پھینک دو اس کو اُکھاڑ کے

اذکار غیریت کے تھے حائل جو راہ میں
دو دن ہوئے کہ بیٹھا ہوں ان سب کو گاڑ کے

جرت کہو کہ ظرف کہو یا کہ بزدلی
رائی کو لا رکھا ہوں مقابل پہاڑ کے

ہم اپنی خواہشوں کو مٹانے کے واسطے
سامان عیش آئے ہیں سب چھوڑ چھاڑ کے

ہم سر پھروں کو یا خدا جنت سے دور رکھ
رکھ دیں نہ پھر کہیں تیری جنت اُجاڑ کے

رضوان جو ظلمتوں کے تھے بادل وہ چھٹ گئے
بیٹھے ہوئے ہیں سائے میں نورانی جھاڑ کے

خودی کا تذکرہ ہی عینیت ہے
خودی کے ذکر میں ہی خیریت ہے

میں خاکی ہوں مگر ہوں مظہر حق
یہ ہی تو ایک شان عبدیت ہے

میں ایسے ہاتھ کو تھا ما ہوا ہوں
قسم جس ہاتھ میں کچھ فوقیت ہے

پرستش اس لئے کرتا ہوں خود کی
کہ شاید اس کی بھی کچھ اہمیت ہے

جو ہو خود دار وہ کیونکر ہو کافر
جو یہ سمجھے ہیں گندی ذہنیت ہے

اگر کچھ اس سے بڑھ کر اور کہہ دوں
کہینگے لوگ یہ تو دہریت ہے

فقط اپنے میں کیوں گم صم ہو رضوانؔ
یہ کیسا رمز کیسی محویت ہے

آج کل ہر اک بشر او ہام کی چکر میں ہے
مندر و مسجد رحیم و رام کی چکر میں ہے

یہ بھی اک نود (۹۰) پہ نو کی خوب چکر ہے مگر
سر پھرے جو ہیں وہ سوال نام کی چکر میں ہے

کام وہ جس کام کی خاطر یہاں آنا پڑا
بندہ ناچیز ایسے کام کی چکر میں ہے

کام اُن کا بن گیا الزام ہم پر آ گیا
مطمین کیسے ہو دل الزام کی چکر میں ہے

کونسا وہ جام ہے جو دے پتہ معراج کا
آجکل میکش اُسی اک جام کی چکر میں ہے

میکشوں کو راز جب سے مل گیا بے نام کا
نام والا رات دن بے نام کی چکر میں ہے

کام وہ جس کام سے ہر کام آساں ہو گیا
آجکل رضوان اسی اک کام کی چکر میں ہے

اک نہ اک فکر میں غلطاں نظر آتا ہے
آج ہر شخص پریشان نظر آتا ہے

پاک ہستی ہے میری نفس ہے میرا مومن
میرا ہر فعل مسلمان نظر آتا ہے

فعل بد پر مجھے لاحول نہ پڑھنا آیا
پڑھتا ہوں جب کبھی شیطان نظر آتا ہے

کون ایسا ہے بشر جو نہیں اللہ والا
ہر بشر میں مجھے رحمان نظر آتا ہے

پتے پتے سے ہر اک ذرے سے سیکھا ہوں سبق
سارا عالم مجھے قرآن نظر آتا ہے

کیوں نہ ہو فرض کفایہ ہے جنازے کی نماز
اللہ زندہ ہے جو بے جان نظر آتا ہے

جان والا ہے پڑھو اُس پہ درود و سلام
وہ محمد ہے جو ہر آن نظر آتا ہے

یہ کسی اہل نظر کا ہے تصدق رضوانؔ
ہر بشر صاحب ایمان نظر آتا ہے

محفل میں ساقی صاحب ایمان کون ہے
مومن ہے کون اور مسلمان کون ہے

لا حول پڑھنے والو سمجھکر پڑھا کرو
اب تک نظر نہ آیا کہ شیطان کون ہے

ابلیس واللہ ہے کہ محمدؐ یا کوئی اور
یہ آنے جانے والا ہر اک آن کون ہے

تحقیق من عرف تو بہت خوب ہے مگر
اپنی خودی پہ ہونے کو قربان کون ہے

ہے جان والا دل میں تو بے جان نفس میں
یہ جان والا کون ہے بے جان کون ہے

جو بن گیا مرید وہ مردود ہو گیا
مردودیت کے آئینے میں جان کون ہے

بندہ ہے نہ بشر ہے نہ انسان نہ عبد ہے
رضوان تو اپنے آپ کو پہچان کون ہے

خاک کا پتلا ازل سے ہی خلیفہ ہوگیا
حسن پر اس کے فدا ہر اک فرشتہ ہوگیا

تب فرشتوں نے کیا سجدہ بڑے اخلاص سے
سب فرشتوں کا یہ ہی قبلہ و کعبہ ہوگیا

سجدہ کرنا عرض تھا سجدہ نہ کرنا فرض تھا
دوست کا انکار سونے پر سہاگہ ہوگیا

پڑھ کے ایمان مفصل خود پہ ہی ایمان لا
دیکھ خود کو سارے عالم کا خلاصہ ہوگیا

وہ کبھی مجھ میں چھپا اور میں کبھی اس میں چھپا
اُس کا پردہ میں بنا وہ میرا پردہ ہوگیا

میں و تو کو جاننے کچھ ظرف اعلیٰ چاہیئے
تو پنے کا کھیل تھا اور میں تماشہ ہوگیا

دانہ گندم سارا راز تھا رضوانؔ میاں
جب چکھے اس کو تو سارا راز افشاء ہوگیا

وہ منکران قبر کی رضوآن مجال کیا۔

منکر وہ خود ہیں ہم سے کرینگے سوال کیا

محشر میں وصل یار کی اُمید کیوں رکھیں
ہر دم نہیں ہے یار سے اپنا وصال کیا

بے لوث بندگی میں نہ کر فکر پیچ وخم
میدانِ معرفت میں عروج و زوال کیا

کیوں جستجو خدا کی ہے محشر کا خوف کیوں
اک رند ہو کے ایسا بھی ناقص خیال کیا

جو ہونا ہے وہ ہو گا جو ہونا تھا ہو چکا
محشر کے دن کی ہم کو خوشی کیا ملال کیا

بیتِ الحرام کی تو بہت دھوم ہے مگر
رضوآن میں کیا کہوں کے ہے بیت الحلال کیا

دیکھنے کی کہاں طاقت ہے بشر کے اندر
خود نظر والا ہے موجود نظر کے اندر

گھر سے باہر وہ بھلا کیسے ملے گا اے دوست
گھر میں ہی رہ کے نہیں ملتا وہ گھر کے اندر

پاسِ انفاس کا نایاب سفر ہے لیکن
دیکھئے کون ہے سانسوں کے سفر کے اندر

عبد و رب کا یہ معمہ کوئی پوچھے تو کہو
جوں شجر تخم میں ہے تخم شجر کے اندر

وید کا لطف جو لینا ہے تو تشدید میں لے
ہم پہ یہ راز کھلا زیر و زبر کے اندر

اپنی ہستی کو اے غافل نہ سمجھ ناکارہ
دیکھ نایاب چمک لعل و گہر کے اندر

جتنی تعریف کریں کم ہے صِفر کی رضوانؔ
راز کیا کیا نہ ملا ہم کو صِفر کے اندر

خدایا خدایا پکاروگے کب تک
یونہی اندھے بن کر گذاروگے کب تک

گذر جاؤ حد تعین سے آگے
من وتو کے گیسو سنواروگے کب تک

کسی دن تو خود پر بھی قربان جاؤ
کہ غیروں پہ تن من کو واروگے کب تک

گریباں میں منہ ڈال کر یہ تو سوچو
کہ اندازے پر تیر ماروگے کب تک

ملو شیخ کامل سے بگڑی بنالو
بنا شیخ خود کو سدھاروگے کب تک

ہر اک لمحہ چلا کے یوں کہہ رہا ہے
کہ غفلت میں دن یوں گذاروگے کب تک

دکھاؤ نہ اندھوں کو آئینہ رضوان
جو بہرے ہیں اُن کو پکاروگے کب تک

زباں کو بند رکھکر دل میں ہر فریاد رکھ لوں گا
مگر اپنے خیالوں کو تو میں آزاد رکھ لوں گا

فرشتے خیر کے مالک میں خیر و شر کا مالک ہوں
میں چاہوں تو بنا کر سب کو خانہ زاد رکھ لوں گا

بنا رکھا ہے میں نے ہر تجلی کو کنیز اپنی
اگر شیطان بھی آئے تو گھر داماد رکھ لوں گا

یہ کہکر اپنے کاندھوں سے فرشتوں کو اُتارا ہے
چلے جاؤ میں خود اعمال نامہ یاد رکھ لوں گا

خوشی مانگا تھا اُن سے وہ ہجوم غم نوازے ہیں
یہ ہی بندہ نوازی ہے تو زندہ آباد رکھ لوں گا

کسی کو اب جگہ دوں گا نہ اپنے خانہ دل میں
گرفتار بلا تھا اب اسے آزاد رکھ لوں گا

قسم کھائی ہے میں نے من عرف کی بار بار رضوانؔ
کہ حق کی معرفت ہے نفس کو آباد رکھ لوں گا

اللہ کس کو کہتے ہیں میں جانتا نہیں
ایمان ہے رسول پہ پہچانتا نہیں

اب تک رسول پاک کے معنی نہ کھل سکے
بس اتنا جانتا ہوں کہ کچھ جانتا نہیں

گھل مل گیا ہے خاک میں نایاب اک گہر
اپنی خودی کی خاک کو کیوں چھانتا نہیں

شاید اسی میں اِنی انا اللہ کا راز ہو
تار نفس کو اپنے تو کیوں تانتا نہیں

عالم تمام گھوم گیا سیر کر چکا
اپنی خودی کے پردے میں کیوں جھانکتا نہیں

جھوٹوں کے کاروبار میں سچوں کی موت ہے
سمجھائیں کس کو کوئی بھی سچ مانتا نہیں

رضوانؔ تمہارے علم سے منہ پھیرنے لگے
کل مجھکو جانتا تھا وہ اب جانتا نہیں

Generated by CamScanner from intsig.com

اہل خرد سوئی میں ستلی پرونے بیٹھے
کوزے میں اک سمندر گویا سمونے بیٹھے

میخانے میں ہمارے آبیٹھے ہیں زاہد
ناپاک تھے یہ شاید اب پاک ہونے بیٹھے

اک جان من کی خاطر اک بے وفا کے غم میں
قربان ہو چکے ہم ایمان کھونے بیٹھے

خود ہی قرآن ہو کر کرتے نہیں تلاوت
یہ آج معرفت کی لٹیا ڈبونے بیٹھے

نہ ذوق من عرف ہے نہ شوق خود شناسی
آباد ہونے آئے برباد ہوئے بیٹھے

چوراہ بندگی پر ایسے بھی کچھ ملنگے
سمجھے نہیں حقیقت قسمت پہ رونے بیٹھے

خلوت کے میکدے کی لیکر شراب رضوان
لو آج غیریت کے دھبوں کو دھونے بیٹھے

شکستہ دل پریشاں حال اور بدنام ہوتا ہے
محبت کرنے والے کا یہی انجام ہوتا ہے

اسی باعث نوازا ہے ہمیں شاید خلافت سے
فرشتے کر نہیں سکتے جو ہم سے کام ہوتا ہے

محبت کا اگر دعوی ہے تو کچھ ظرف پیدا کر
جو ہے کم ظرف اِس میدان میں ناکام ہوتا ہے

ہوائیں زور پر ہیں جھوٹ کی اب کیا زباں کھولیں
جو سچ کہتا ہے اُس کے ہی سر الزام ہوتا ہے

نہ پوچھو جستجو میں کیا ہمارے دل پہ بیتی ہے
کبھی الجھن کبھی صدمہ کبھی آرام ہوتا ہے

یہاں تک تو چلے آئے ہیں اپنے عزم راسخ سے
اب آگے دیکھئے کیا عزم کا اقدام ہوتا ہے

حقیقت غور کر رضوان
یہ ہے اللہ والوں کی
ارادہ دل سے ہوتا ہے نظر سے کام ہوتا ہے

محبت اور بن دیکھئے خدا سے
ذرا تو کام لے زاہد حیا سے

ارے غافل یہ موجود ہے سو کیا ہے
تو خود ہی پوچھ لے اپنے خدا سے

ہے یہ بھی ایک نکتہ صوفیوں کا
کہ ہم پیدا ہوئے پہلے خدا سے

زباں گندی ہے اور ایمان ناقص
بنے گا کام اب کیونکر دُعا سے

انانیت ہے اپنا عرش زاہد
اُتر سکتے نہیں اب ہم انا سے

فنا ہو کر ہی ہم آئے انا میں
انا موجود تھی پہلے فنا سے

الـــــہ بن کے تھی مخلوق لا میں
ہوا ثابت کہ ہم آئے ہیں لا سے

خودی سے کھل گیا یہ راز رضوان
خدا خود سے ہے اور خود ہے خدا سے

ابتداء تا انتہاء خود ہم سے ہم پیدا ہوئے
ہٹ گیا بازو خدا ہم قابل سجدہ ہوئے

سچ کہو اللہ کو پیدا کرنے والے کون ہیں
ہم خدا کو پیدا کرنے کے لئے پیدا ہوئے

ہم کبھی اُن میں چھپے اور وہ کبھی ہم سے چھپے
وہ کبھی پردہ ہوئے اور ہم کبھی پردہ ہوئے

یہ زیر یہ زبر یہ تشدید یہ حمزہ یہ جزم
آپ ہی تحرے ہوئے ہم آپ ہی نکتہ ہوئے

عرش پر کندہ تھا کلمہ خود ہماری شان میں
اپنی وہ تحریر تھی اور اُس کا ہم نقشہ ہوئے

سارے کلموں کا خلاصہ ہم نہیں تو کون ہیں
دیکھ لو اپنی خودی میں ہم ہر اک کلمہ ہوئے

جو بھی ہونا تھا ہوئے کیا خاک ہوں گے آئندہ
عبدیت ہی خاص ہے رضوان جو ہم بندہ ہوئے

خاص کلمہ پڑھا کے چھوڑ ینگے
دل ٹھکانے لگا کے چھوڑینگے

آئینہ من عرف کا دکھلا کر
خود سے خود کو ملا کر چھوڑینگے

صرف سنتے تھے ہے وہ ہر شئی میں
اب اُسے ہم دکھا کے چھوڑینگے

کہدو ابلیس سے ادھر آئے
پھر سے سجدہ کرا کے چھوڑینگے

وہ جو سوئے ہوئے ہیں غفلت میں
آج اُن کو جگا کے چھوڑینگے

میکدے میں بلا کے زاہد کو
راہ سیدھی بتا کے چھوڑینگے

ہم ہتھیلی میں اک دن رضوان
سب کو جنت دکھا کے چھوڑینگے

خاک کے پتلے کو شاہانہ خلافت کیسی
جس کے ماں باپ نہ ہوں اُس پہ یہ آفت کیسی

یہ خلفیہ ہے تو پھر اس میں جہالت کیسی
ایک جاہل کے حوالے یہ امانت کیسی

وہ امانت ہے جو آدم میں ہو حوا میں نہ ہو
آپ ہی سوچئے کیا چیز ہے حیرت کیسی

جو کرے خود کی پرشش وہ ہے توحید پرست
نہ کرے خود کی پرشش تو وہ وحدت کیسی

درس توحید میں اک مشکل کے دو شکل کہاں
عبد و رب کی ہو بھلا ایک ہی صورت کیسی

صدقے میں دانہ گندم کے یہاں تک پہنچے
ہم سے مت پوچھئے گندم کی ہے لذت کیسی

بارگاہِ خداوندی میں اُٹھا کر اُنگلی
دید بن دیتا ہے زاہد یہ شہادت کیسی

کون کہتا کہ شیطان تھا توحید پرست
پوچھو شیطان سے کھلتی حقیقت کیسی

راز شیطان کا کب آئے سمجھ میں رضوان
طوق لعنت ہے گلے اور ہے شہرت کیسی

جس کی نیت اٹل نہیں ہو تی
اُس کی تدبیر حل نہیں ہوتی

خوب حج بدل تو ہو تا ہے
کیوں نماز بدل نہیں ہوتی

اُس سمندر میں غوطہ زن ہوں میں
جس سمندر کی تل نہیں ہو تی

پوچھا اُن سے کے میں کو تو کر دو
بولے رد و بدل نہیں ہوتی

ذاتی ہر ایک ہے ادا اپنی
یہ کسی کی بدل نہیں ہو تی

کلمہ وہ جس میں بوئے شرک نہ ہو
ایسے کلمہ کی کل نہیں ہوتی

ہو تی ہے اعتباری موت اُس کی
جس کے بس میں اجل نہیں ہو تی

فکر کو فکر چاہئیے رضوانؔ
فکر باتوں سے حل نہیں ہو تی

بتا ساقی ذرا اک بات دل میں کھٹکھٹاتی ہے
پڑھایا ہے جو کلمہ ذاتی ہے یا وہ صفاتی ہے

ہزاروں بار ایماں ٹھوکریں کھا کر سنبھل بیٹھا
بڑی مشکل سے دولت معرفت کی ہاتھ آئی ہے

یہ بدعت ہی سہی ساقی کو سجدہ ہم نہ چھوڑینگے
اسی بدعت کے پردے میں تجلی جگمگاتی ہے

گلے میں ڈال کر پھرنا پڑا ہے کفر کے فتوے
میرے اس حال پر رحمت خدا کی مسکراتی ہے

رہے گا کُن فکاں کا سلسلہ جاری قیامت تک
ابھی بھی حضرت آدم کی مٹی کھنکھناتی ہے

جو نغمہ گو بجتا تھا گنج مخفی کے اندھیرے میں
میری ہر سانس پھر سے پھر وہی نغمہ سناتی ہے

نہ رکھ سانسوں کو کفر و شرک سے آلودہ اب رضوان
انہی سانسوں کے بل بوتے پہ ہر بندہ نجاتی

بندہ ہوں میں وہ ہے خدا یہ بھی غلط وہ بھی غلط
میرا پتہ وہ لا پتہ یہ بھی غلط وہ بھی غلط

کلمہ پڑھے مومن بنے یہ بھی سچ وہ بھی ہے سچ
نکتہ ہے کیا سمجھو ذرا یہ بھی غلط وہ بھی غلط

پردے میں تو ظاہر میں ہم یہ بھی سچ وہ بھی سچ
غیبی فرشتے نے کہا یہ بھی غلط وہ بھی غلط

اُوپر خدا نیچے بشر نیچے خدا اُوپر بشر
صوفی سے یہ میں نے سنا یہ بھی غلط وہ بھی غلط

شکل خدا شکل بشر یہ ہے حدیث بے گماں
گہرائی میں سوچو ذرا یہ بھی غلط وہ بھی غلط

حق نے مجھے پیدا کیا جس نے کہا جھوٹا ہوا
قرآں میں ہے لکھا ہوا یہ بھی غلط وہ بھی غلط

بیت الحرام میں بھی وہی بیت الصنم میں بھی وہی
اقبال نے کیو کہہ دیا یہ بھی غلط وہ بھی غلط

مومن کا دل گر عرش ہے کافر کا دل کیا فرش ہے
عارف سے پوچھا تو کہا یہ بھی غلط وہ بھی غلط

خود کو خدا سمجھا تھا میں سب سے جدا سمجھا تھا میں
رضوان بڑا دھوکہ ہوا یہ بھی غلط وہ بھی غلط

کیوں وہ مخفی میں چھپا تھا جب کوئی پیدا نہ تھا
کس سے پردہ تھا کوئی جب دیکھنے والا نہ تھا

نون غنہ کی ذرا تعریف کرائے ساقیا
تھے کہاں اللہ نبیؐ جب نون میں نکتہ نہ تھا

یوں تو حضرت کلمہ پڑھتے بھی تھے پڑھواتے بھی تھے
خاص جو سرکار کا کلمہ تھا اس میں لا نہ تھا

حق تعالیٰ بھی پڑھا کرتا تھا کلمہ روز وشب
ساقیا بتلا کہ اُس کلمہ میں لا تھا یا نہ تھا

کلمہ کی کل کہنے والے کل کی کل کو جان لے
کل کی کل میں کُل چھپا تھا جب لکھا کلمہ نہ تھا

ایک دن شیطان سے پوچھا ابتداء کیا حال تھا
ہنس کے بولا ابتداء میں تھا مگر ایسا نہ تھا

ذات کو سجدہ جو ہم کرتے ہیں یہ کچھ اور ہے
جو فرشتوں نے کیا تھا ایسا وہ سجدہ نہ تھا

ذات کو سجدہ الگ اللہ کو سجدہ الگ
اولیاء اللہ پر یہ راز پوشیدہ نہ تھا

غیب کیا ہے اب سمجھ میں آ گیا رضوان میاں
غیب میں میں غیب تھا میں غیب کو سمجھا نہ تھا

ہم کھلے دل کے ہیں کہتے نہیں مت آنے دو
بن بلائے کوئی آتا ہے تو آجانے دو

ہم تو توحید و رسالت کے بنے ہیں ساقی
ہم ہمیشہ سے کھلے رکھتے ہیں میخانے دو

کب نظر آؤ گے پوچھا تو یہی کہتے رہے
ایک دو چار گھڑی اور گذر جانے دو

میں وہ شمع ہوں جو روشن ہوں ازل سے اب تک
اسی شمع کے ہیں اللہ نبیؐ پروانے دو

ہم وہ موسیٰ نہیں جو دیکھ کے غش کھا جائیں
آزما لینا تجلی ذرا دکھلانے دو

ہم تو شیطان پہ لعنت نہ کبھی بھیجنگے
وہ ہمیں لاکھ بھی بہکائے تو بہکانے دو

نام روشن نہ ہو کیوں اللہ نبیؐ کا رضوان
یہ ہماری ہی تجلی کے ہیں دیوانے دو

حق لباس بشر میں آیا ہے
تب کہیں جگ یہ جگمگایا ہے

کون کہتا ہے تھے وہ بے سایا
دیکھ ہر شخص اُس کا سایا ہے

خود کو جو کھویا پا لیا اُس کو
اُس کو جو کھویا خود کو پایا ہے

خود کو پالو یا اب اُسے پالو
گھوڑا میدان ہاتھ آیا ہے

اُلٹی چلتی ہے معرفت کی ڈگر
ہر قدم سیدھا ڈگمگایا ہے

ہے یہ توہین شان یکتائی
اس میں ہر ایک کا صفایا ہے

بعد چالیس (۴۰) سال کے رضوان
راز کچھ کچھ سمجھ میں آیا ہے

ہو گیا تقسیم حق مخلوق کہلانے کے بعد
کب خدا باقی رہا خود بندہ بن جانے کے بعد

نا سمجھ سمجھے نہیں اب تک سمجھ کیا چیز ہے
خود سمجھ لینگے سمجھ کیا ہے سمجھ آنے کے بعد

آپ مجھکو تو سنواریں دیکھیں پھر ہوتا ہے کیا
خود ہی بت بنتا ہے اک پتھر ترشوانے کے بعد

حق کی صورت تو بشر کی ہے یہ خود حق نے کہا
کون کس کو حق کہے گا حشر میں آنے کے بعد

ایک دل میں ہیں کئی بت پہلے ان کو توڑیئے
اب بتوں کی کیا ضرورت کعبہ بن جانے کے بعد

دفن ہو کر ہم بھی رضوان کچھ نہ کچھ کام آئینگے
ایک دانہ پھول و پھل دیتا ہے دفنانے کے بعد

یہ کرم میرے پیر کا

مت پوچھئے کہ کون تھا کیا تھا میں کیا ہوا
رہبر کہیں کہیں تو رہنما ہوا
مرشد کی میرے نظر عنایت تو دیکھئے
ایک قطرۂ حقیر تھا دریا نما ہوا

یہ کرم میرے پیر کا

مرشد سے کیا ملا کہ وہ دولت ملی مجھے
دل کو سکون روح کو راحت ملی مجھے
قسمت نے لا کے چھوڑا مجھے اُس مقام پر
قسمت کو ناز ہے کہ وہ نسبت ملی مجھے

یہ کرم میرے پیر کا

میں تھا مسلماں پیر نے مومن بنا دیا
اک سیدھا راستہ مجھے چلنا سکھا دیا
مجھکو لہو لعابِ کے شر سے نکال کر
اک مثل آئینے کو مصفی بنا دیا

یہ کرم میرے پیر کا

اب تک نہ جو سنا تھ وہ نغمہ سنا دیا
جو آج تک نہ دیکھ سکا وہ دکھا دیا
پاؤں میں میرے ڈال کے نسبت کی بیڑیاں
پرچم نجات کا میرے ہاتھوں تھما دیا

یہ کرم میرے پیر کا

دوزخ کا خوف ہے نہ جنت کی جستجو
دل میں ہے میرے کوئے محمدؐ کی آرزو
من جگمگا رہا ہے محمدؐ کے نور سے
دل میرا باوضو ہے میرا نفس باوضو

یہ کرم میرے پیر کا

جتنے تھے حادثات کے طوفان وہ ٹل گئے
صد شکر لڑکھڑاتے قدم تھے سنبھل گئے
اُن کی نوازشوں کی کوئی حد نہیں رہی
لمحے جو تھے غموں کے وہ خوشیوں میں ڈھل گئے

یہ کرم میرے پیر کا

نسبت کا فیض تھا کہ مقدر سنور گیا
فضل خدا سے دامن اُمید بھر گیا
آواز ہے یہ رضوان ہمارے ضمیر کی
نسبت کا واسطہ بھی بڑا کام کر گیا

سمجھ میں بھید یہ آیا نہیں ہے
کہ اُن کے جسم کا سایہ نہیں ہے

اگر کھل جائے سائے کی حقیقت
کہے ہر اک میرا سایہ نہیں ہے

کہوں کیسے کہ کیا ہے کیا نہیں ہے
ابھی مرشد نے سمجھایا نہیں ہے

سمجھ لو سورہ اخلاص پڑھ کر
خود آئے ہیں کوئی لایا نہیں ہے

ہر ایک کہتا ہے ہر ذرے میں ہے وہ
کسی نے بھی یہ دکھلایا نہیں ہے

یہ حوّا کون ہے آئی کہاں سے
کہیں قرآن میں آیا نہیں ہے

پڑھوں میں کس طرح لاحول رضوانؔ
ابھی تک وہ نظر آیا نہیں ہے

بندے میں اللہ بند ہے بندے کی قدر کر
پردہ نشین کے عشق میں پردے کی قدر کر

معبود کی تلاش اگر ہے تو یاد رکھ
ساجد بنا ہوا ہے تو سجدے کی قدر

خود کوزہ بنکے کوڑے میں دریا چھپا لیا
دریا کو پانا گر ہے تو کوڑے کی قدر کر

تاریک نکتہ ہے تو ہے تحریر روشنی
تحریر جسم بن گیا نکتے کی قدر کر

تحریر ہیں رسول تو نکتہ خدا بنا
دونوں بھی اپنے راز ہیں اپنے کی قدر کر

دل کو خوشی تو روح کو راحت عطا ہوئی
جس نے بھی یہ عطا کیا ایسے کی قدر کر

رضوان ہر ایک شئی میں اگر حق ہے جلوہ گر
دل کو بنا کے آئینہ ہر شئے کی قدر کر

نہ وہ لامبا نہ وہ کچھ گول ہوگا
نہ جانے کتنا وہ انمول ہوگا

نمازی خالی ہاتھ محشر میں ہوں گے
ہمارے ہاتھ میں ترشول ہوگا

نہ ہوگا مطمئن زاہد تیرا دل
ابھی ایمان میں کچھ جھول ہو گا

بہت ویران ہیں کیوں خانقائیں
خریداری میں کچھ کم تول ہو گا

بجھے کیوں تشنگی تشنہ لبوں کی
کنواں گہرا ہے چھوٹا ڈھول ہوگا

لفافہ بند ہوں کھولو نہ مجھکو
جو ہے ایمان ڈانواں ڈول ہوگا

زباں کو بند کر لو ورنہ رضوان
گلے میں تمغہ لاحول ہوگا

سنتے ہیں خدا گھر میں محمد ہیں سفر میں
واقف ہے وہ جو سمجھا سفر کیا ہے صفر کیا

ہم کتنے اندھیروں سے گذر کر یہاں آئے
اور اب بھی اندھیرے میں ہے سمجھا ہے بشر کیا

ہم ڈھونڈھنے نکلے ہیں پتہ ہے نہ نشاں ہے
خود ہم کو نہیں اپنی خبر اُس کی خبر کیا

بندہ ہے خدا جیسا سمجھنا ہی غلط ہے
اک شکل کے دو (۲) کیسے نہیں اُس کی خبر کیا

اس کھوج میں ہیں تخم ہے پہلے کہ شجر ہے
اتنا نہ اگر جانتے تو کیا سمجھیں ثمر کیا

طغرہ جو ھوالحق نہ رکھا اپنے ہی گھر
سوچو ذرا جنت میں بنا دے گا وہ گھر کیا

بھیجا ہوں تخیل کے پرندے کو وہاں تک
اب دیکھیئے وہ عرش کی لاتا ہے خبر کیا

زاہد تجھے یہ پنجوقتہ نمازیں ہوں مبارک
پر یہ بتا مغرب وہ عشا کیا ہے فجر کیا

کچھ ہم بھی سمجھتے ہیں نمازوں کی حقیقت
ہم کو بھی ہے کچھ علم ظہر کیا ہے عصر کیا

حیرت کے سوا کچھ نہیں اب رضوان میرے پاس
اب کس کو میں سمجھاؤں اِدھر کیا ہے اُدھر کیا

چاہنے جب سے لگا ہے میرا دلدار مجھے
دیکھکر رشک کیا کرتے ہیں اغیار مجھے

کیوں حقارت سے بھلا دیکھوں ہر اک ذرے کو
جب کے ہر شئی میں نظر آتے ہیں سرکار مجھے

جب کے دیدار دکھانا تجھے منظور نہ تھا
کیوں بنایا گیا پھر طالب دیدار مجھے

صرف میخانہ کا میں ذکر کیا کرتا ہوں
خواہ مخواہ لوگ کہا کرتے ہیں میخوار مجھے

بارہا موت مجھے لینے کو آئی تھی مگر
ہو کے مایوس گئی دیکھ کے بیدار مجھے

پوجنا خود کو صبح و شام ہے فطرت میری
لوگ سمجھے نہیں کہتے رہے خود دار مجھے

ہاتھ میں ساغر الحق ہو قضا آجائے
یہ ہی تاکید ہوا کرتی ہے ہر بار مجھے

عشق کی ہو گئی معراج بجا ہے رضوان
کہیں رسوا نہ یہ کردے سر بازار مجھے

پوچھو یہ نظر والوں سے آتا ہے نظر کیا
ہم کو نہیں معلوم اِدھر کیا ہے اُدھر کیا

تحقیق میں اک ہاتھ لگا ایسا معمہ
اِس سوچ میں گم ہوں کہ خدا کیا ہے بشر کیا

تشدید و جزم پیش ہیں اک راز کا جامہ
اب کس کو سناؤں کہ ہیں یہ زیر و زبر کیا

ہم عقل کے اندھے بھی ہیں آنکھوں کے بھی اندھے
سمجھے ہیں نہ دیکھے ہیں ادھر کیا ہے اُدھر کیا

بس کرتے رہے ذکر خدا بن کے بشر ہم
اب تک نہیں سمجھے کہ خدا کیا ہے بشر کیا

یہ کام نظر کا ہے دکھاتی ہے ہر اک کو
خود کو ہی نظر دیکھی نہیں ایسی نظر کیا

ہے کون نہیں کون ابھی تک نہیں سمجھے
کیا خاک پڑھیں کلمہ. دکھائے گا اثر کیا

یہ جہل یہ جاہل ہے یہ مجہول و جہالت
چاروں کو جو سمجھا وہی رضوان ہے بشر کیا

جب بھی وہ مجھ سے ہم کلام ہوا
آرزوں کا قتل عام ہوا

خواہش نفس اور ہم توبہ
لمحہ لمحہ میں صیام ہوا

دمبدم اُنکی یاد تازہ رہی
ہر نفس اُن کا احترام ہوا

جب جنوں حد سے بڑھ گیا اے دوست
خود کام اپنا بے نیام ہوا

جستجو ختم کر چکے ہم لوگ
جو بھی مقصد تھا وہ تمام ہوا

ڈھونڈنے والے ڈھونڈھ ہی لیتے
ایک جا اُن کا کب قیام ہوا

صرف اپنے وجود پر رضوان
علم و عرفان کا اختتام ہوا

کبھی میں حود کو اعلیٰ اور کبھی کمتر سمجھتا ہوں
کبھی اپنے کو جوہر اور کبھی پتھر سمجھتا ہوں

حقیقت علم کی میرے نہ سننا تلخ گذرے گی
خدا خود کو مریدوں کو میں پیغمبر سمجھتا ہوں

خدا کا لاڈلا ہے لعنتی ہے اور طاقتور
کہ خود شیطان کو میں اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں

اگر میں کھول دوں لعنت کے معنی اک تماشہ ہو
جو سچ پوچھو تو میں اپنا اُسے ہمسر سمجھتا ہوں

حقیقت کل شئی کی چھپا رکھا ہوں سینے میں
کہ ایسی نکتے کو میں قیمتی گوہر سمجھتا ہوں

سہاگن ہوں پہن رکھا ہے میں نے نور کا جامہ
جو ہیں توحید کے نکتے اُنہیں زیور سمجھتا ہوں

یہ تیری سادگی ہے یا کہ کم علمی میاں رضوان
کہ ہر ایک شخص کو میں اپنے سے بہتر سمجھتا ہوں

جو کر رہے ہیں شب و روز ذکر جام خودی
دلوں میں اُن کے برابر ہے احترام خودی

خدا کی ڈھونڈھنے والو خودی کو پہچانو
خدا کے نام سے کچھ کم نہیں مقام خودی

پڑھو تو سورہ اخلاص میں خلاصہ ہے یہ
کرو جو غور تو قرآں میں ہے پیام خودی

جدا خدا سے خودی ہے نہ ہے خودی سے خُدا
خودی نیام خدا ہے خدا نیام خودی

خدا ہی جانے یہ بندگی بس کی بات نہیں
پتہ نہیں ہے کہ کب سے ہے یہ قیام خودی

یہ نعت حمد و ثناء وقف ہے خودی کے لئے
نہ سمجھے عقل کے اندھے کبھی مقام خودی

خودی کا راز ہی کل کائینات ہے رضوان
عجب شان خودی ہے عجب مقام خودی

خودی کی شان میں نازل ہوئے درود وسلام
نہ کیوں تمغہ لا حول بھی انعام خودی

اللہ اللہ کہتے جاؤ دم بدم انشا اللہ
ایک دن اللہ بن بیٹھنگے ہم انشاء اللہ

بھول اور غفلت کا گھر جنت ہے لیکر کیا کریں
اب نہ جنت میں کبھی جائینگے ہم انشااللہ

ہم ہی بندے ہم ہی اللہ ہم ہی اللہ کے رسول
وقت پر ثابت کرینگے اس کو ہم انشاء اللہ

سنتے ہیں لینگے جنم وہ جو نہ سمجھے آپ کو
بعد مرنے کے نہ ہم لینگے جنم انشاء اللہ

چھوڑ مت مرکز انا کا ورنہ دھوکہ کھائے گا
بخود ہو جائے گا اُن کا کرم انشاء اللہ

کچھ نہیں ہو کر ہے سب کچھ ہو کے سب کچھ کچھ نہیں
یہ عجب ہی راز ہے کہدینگے ہم انشاء اللہ

ابلیس و اللہ محمدؐ اور میں رضوان میاں
راز چاروں کا کہینگے ہے اہم انشاء اللہ

وہ فتویٰ ہے بس پردہ خدا ہے
یہ تقویٰ ہے کہ ہر بندہ خدا ہے

انا منصور کی ملعون کی بھی
ہے ان میں فرق جو سمجھا خدا کی

نہیں وہ ایک صورت پر ہی قائم
سمجھ جیسی سمجھ ویسا خدا ہے

جو مطلق ہے مقید ہو وہ کیونکر
کہوں کیسے کہ ہر ذرہ خدا ہے

ہے بسم اللہ یا بے اسم اللہ
اُٹھاؤں کس طرح پردہ خدا ہے

خدا دانا ہے بینا اور گویا
سمجھ وہ کون ہے کیسا خدا ہے

جو ہے تحریر وہ خلقت ہے رضوانؔ
حقیقت میں جو ہے نکتہ خدا ہے

یہ ہے اللہ کا فرمان ہر اک کو سنا دینا
جو اپنے آپ کو بندہ سمجھتا ہے سزا دینا

نہ اُس کو خوف ہو دل میں نہ اُسکی آرزو دل میں
جہنم کو بجھا کر آگ جنت کو لگا دینا

عمل اپنے غلط گر ہیں تو دے ہم کو سزا یا رب
مگر پہلے ہمارے رہنماؤں کو سزا دینا

ازل میں لا پتا تھے لا پتا ہیں لا پتہ ہونگے
پتہ اپنا کوئی پوچھے تو کس کو کیا پتہ دینا

جو اندھا ہو اُسے داغ جگر کس طرح دکھلانا
حقیقت میں جو بہرہ ہو اُسے آواز کیا دینا

ابھی۔ اللہ نبیؐ ابلیس کو میں کھینچ کر لاؤں
اگر معلوم ہے تو ان کا رضوان کو پتہ دینا

خودی ہے انا میں پنا چاہتا ہوں
رسول خدا ہوں انا چاہتا ہوں

خودی کے سمندر میں غوطہ لگا کر
خدا کیا ہے یہ جانچنا چاہتا ہوں

خدا اور بندے میں کتنی ہے دوری
یہ ہی فاصلہ ناپنا چاہتا ہوں

فرشتوں سے یوں کہہ کے مجھکو بنایا
میں تنہا ہوں اک آشنا چاہتا ہوں

ذرا دیکھوں اب گنج مخفی میں کیا ہے
کہاں ہے وہ میں جھانکنا چاہتا ہوں

فنا اور بقا میری دو سانس ہی ہیں
بقا مانگتا ہوں فنا چاہتا ہوں

نہیں بے سبب میری تحقیق رضوانؔ
مرے بعد میں جاگنا چاہتا ہوں

حق بات ہے خودی میں حقیقت چھپی ہوئی
بے صورتی کی ہم میں ہے صورت چھپی ہوئی

تیرہ الف کا راز ہے کلمہ کی آڑ میں
تیرہ کو کھول دیکھ طہارت چھپی ہوئی

کلمہ میں دیکھ فرقے بہتر (۷۲) چھپے ہوئے
فرقے کے فرق ہی میں ہے وحدت چھپی ہوئی

نسبت غلط ہے کس بدو بدکار نے کہا
ہر فعل میں ہے قوت نسبت چھپی ہوئی

خود میں ربوبیت کا ہے نقشہ چھپا ہوا
نقشے میں دو جہاں کی ہے دولت چھپی ہوئی

رضوانؔ وجود کھلتے ہی مت پوچھ کیا ہوا
ہے شان احدیت میں رسالت چھپی ہوئی

دست قدرت سے مکمل ہوا سانچہ تیرا
کچھ اس انداز سے ڈھالا گیا نقشہ تیرا

خاک کو سجدہ نہ جائز تھا نہ جائز ہوتا
جسم آدم میں نہاں نور تھا کس کا تیرا

جس کو تو چاہتا ہے اُس کو خدا چاہتا ہے
چاہنے سب کو لگا چاہنے والا تیرا

جس کو تو رکھے سلامت اسے پھر کون چکھے
مطمین رہتا ہے ہر طرح سے شیدا تیرا

تو نہ ہوتا تو دو عالم بھی نہ ہوتے پیدا
سچ جو پوچھو تو دو عالم ہے یہ صدقہ تیرا

جتنی تعریف بیاں ہو تیری اتنی کم ہے
کون سمجھا ہے خدا کے سوا رتبہ تیرا

اُس کو اللہ کے دیدار کی حسرت نہ رہی
عمر بھر جس کے رہا سامنے چہرہ تیرا

روز محشر کا اُسے خوف نہیں ہے رضوانؔ
قلب سے جس کے ادا ہوتا ہے کلمہ تیرا

سن سناتا ہوں تجھے کلمہ کی کیا تکرار ہے
کلمہ کل کی چھوکری ہے عشق اُس کا یار ہے

کلمہ وہ کچھ اور ہے جس کو پڑھے مومن بنے
سمجھا جو اِس راز کو وہ وقت کا سالار ہے

کلمہ میں ستر پہ دو فرقے چھپے ہیں غور کر
جو تہتر واں ہے فرقہ فرقوں کا سردار ہے

ہو نہیں سکتا مسلماں دل سے جو کلمہ پڑھے
قلب سے تصدیق بھی کرنا یہاں بیکار ہے

عرش کی پنڈلی پہ بھی کلمہ لکھا ہے غور کر
ہے وہ مومن جو اموزِ حق سے واقفکار ہے

دیکھ لے غافل مسوا نیزہ پہ سورج آ گیا
غور کر خود میں یہ نکتہ تو اگر ہوشیار ہے

کس کی صورت میں نظر آئیگا اللہ حسرؔ میں
غور کر یہ خاص نکتہ ہے تجھے درکار ہے

کر رہا ہے لانفی کس کی سمجھ اس راز کو
ورنہ اے رضوان تیری سب جستجو بیکار ہے
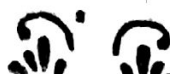
اُچھلتا کودتا قطرہ تھا مٹی کھنکھاتی تھی
ہوا تھی رقص میں اور آگ خود تالیاں بجاتی تھی

میری تخلیق جب ہونے لگی تھی دست قدرت سے
انا الحق کا ترانہ صوت اکر گنگناتی تھی

ہو الاول جو چار عنصر سے شئی نکلی وہ کیا شئی تھی
جو اکثر آدم و حواؔ میں رہ کر گد گداتی تھی

بہکنا بھول جانا فرض تھا آدم و حوا کا
اسی غفلت وہ ناداں پہ قدرت مسکراتی تھی

زیادہ نور کا حد سے گذرنا نار ہو جانا
جب ہی تو سجدہ آدم سے اُس کو شرم آتی تھی

حرم خانے میں جب نورانی قطرہ ہو گیا داخل
اسی توحید کے قطرے میں کثرت تلملاتی تھی

میں جب خلوت کدے میں تھا تو ڈنکے ھو کے بجتے تھے
اَنا من نور اللہ کی ندا کانوں میں آتی تھی

ہو الظاہر ہو الباطن ہماری شان ہے رضوانؔ
ہو الاول میں آخر کی تجلی جگمگاتی تھی

یہ کفر و شرک کا دل میں میرے قیام نہیں
نہ دوں ثبوت تو مردود میرا نام نہیں

ہوا. جو شیخ کو سجدہ تو کیا کمال ہوا
یہ احترام کا اک ڈھب ہے احترام نہیں

سُنا تو سکتا ہوں میں اپنی آپ بیتی مگر
زباں خموش ہے گنجائش کلام نہیں

مقام ایسا بھی اک معرفت میں آنے کو ہے
جہاں حرام بھی اپنے لئے حرام نہیں

نہ کہنا مر گئے مردود فاتحہ نہ دُرود
اُسی کو موت ہے مردود جس کا نام نہیں

جو خود کو چھوڑ کے اللہ نبیؐ پہ مرنے لگا
خدا نبیؐ کے ہاں اُس کا کوئی مقام نہیں

اُسی کے گیت یہ گاتا ہے جس کا کھاتا ہے.
نمک حلال ہے رضوان نمک حرام نہیں

اِدھر آ میری صحبت میں مریض لا دوا ہو جا
خدا تو بن نہیں سکتا کم از کم باخدا ہو جا

قرآں کو طاق میں رکھ کر ہمیشہ چومنے والے
قرآں کو کھول پڑھ اس پر عمل کر پارسا ہو جا

سبق پڑھ من عرف کا اور سمجھ خود کی حقیقت کو
خدا ہے ابتداء تیری تو اُس کی انتہا ہو جا

کہا اَنت انا اُس نے کہا خود ہی انا انت
وہ تیرا دلربا ہے تو بھی اُس کا دلربا ہو جا

یہ کہکر اُس نے مجھکو عرش پر سے فرش پر پڑکا
تجھے جیسا بھی ہونا ہے زمیں تیری ہے جا ہو جا

اگر دنیا میں جینا ہے تو اتنا یاد رکھ رضوانؔ
کسی کا آسرا لے یا کسی کا آسرا ہو جا

خود کی تحقیق میں راز یہ کھل گیا
ہم سے ہٹ کر خدا دوسرا کون ہے
ہم ہی ہم ہیں نہیں کوئی اپنے سوا
ہے تو بتلادو اپنے سوا کون ہے

ساقیا تیری خدمت میں یہ عرض ہے
ہم جو پوچھیں بتا نا تیرا فرض ہے
کون ظاہر میں ہے کون باطن میں ہے
ابتداء کون تھا انتہا کون ہے

معنی کیا ہیں محمدؐ کے سمجھا ذرا
کس کو کہتی ہے دنیا رسول خدا
یہ رسول خدا کو تو سمجھے نہیں
یہ رسول خدا کا خدا کون ہے

جو بھی پیدا ہوا وہ مسلماں ہوا
ہے کتاب خودی میں یہ لکھا ہوا
کلمہ پڑھنے سے مومن نہ کہلائینگے
تیری محفل میں مومن بتا کون ہے

ایک سو چودہ سورے ہیں قرآن میں.
تن کے قرآن میں سورے کہاں ہے بتا
کس طرح خود کی ہم اب تلاوت کریں
ساقیا اپنا تیرے سوا کون ہے

نیک وبد کس کے اعمال بتلائیے
مرضی اور حکم کس کا ہے سمجھائیے
ااج تک ہم نہ سمجھے کے اس بزم میں
پر خطا کون ہے بے خطا کون ہے

لعنت اللہ کی ایسے ایمان پر
فعل بد اپنے لعنت ہو شیطان پہ
اچھی تعلیم پائے ہو رضوان میاں
بولو حقدار لا حول کا کون ہے

بُرا کہہ رہا ہے بھلا کہہ رہا ہے
کہو بندہ کس کو خدا کہہ رہا ہے

ابھی تک نہ یہ باپ کو باپ سمجھا
پڑوسی کو ناداں چچا کہہ رہا ہے

جو ابلیس ہے وہ میرا ہمسفر ہے
زمانہ اسے کیوں بُرا کہہ رہا ہے

وہ ظاہر تھا ظاہر ہے ظاہر رہیگا
تو زاہد اُسے کیوں چھپا کہہ رہا ہے

سمجھ جاؤ ہے یہ سمجھنے کے قابل
وہ اک ہے مگر جابجا کہہ رہا ہے

بشر فرش پر کیوں خدا عرش پر کیوں
غلط ہے سراسر جدا کہہ رہا ہے

شریعت میں ہے کفر انکار کرنا
جہاں سارا کلمہ میں لا کہہ رہا ہے

ملا جو بھی رضوان سے پوچھو اُسی سے
خدا آج مجھکو ملا کہہ رہا ہے

ارے رضوانؔ یہ روز و شب خیال میں وتو کیا ہے
یا تو ہو جا یا میں ہو جا دوئی کی گفتگو کیا ہے

خیال غیر سے دل پاک رکھ پاکیزہ پیکر بن
زباں دم سے ذکر اسم اعظم بے وضو کیا ہے

سمجھ لوں گا یہ ہی معراج ہے حق الیقینی کی
سمجھ میں اتنا آجائے کہ میں کیا ہوں وہ تو کیا ہے

جو شئی ہو گمشدہ ہوتی ہے اکثر جستجو اسکی
خدا تو گمشدہ ہرگز نہیں پھر جستجو کیا ہے

اگر اللہ سے ہے عشق تو رکھ عشق خلقت سے
رسول اللہ کا ارشاد ہے پڑھ وحدہ کیا ہے

جدھر منہ پھیریئے اُس یار کے جلوے نمایاں ہیں
فثمہ وجہہ فرمایا ہے پھر یہ قبلہ رو کیا ہے

صنم ہم دیر ہم بتخانہ ہم بت ہم تو پھر رضوانؔ
بجز اپنے نہیں کوئی تو دل میں آرزو کیا ہے

ہے نہاں یا عیاں میرے اللہ میاں
آخر ہے تو کہاں میرے اللہ میاں

پوچھا قرآں سے میں نے تو رونے لگا
تیرا نام ونشاں میرے اللہ میاں

تو ہے بے عیب تو مجھ میں کچھ عیب کیوں
میں ہوں تیرا نشاں میرے اللہ میاں

جب یہ عالم نہ تھا تو کہاں تھا بتا
آج ہے تو کہاں میرے اللہ میاں

لوگ پوچھے ہیں مجھ سے تیرے راز کو
کیسے کھولوں زباں میرے اللہ میاں

میں ہوں بندہ مگر تجھ میں ہی بند ہوں
تو عیاں میں نہاں میرے اللہ میاں

لوگ کہتے ہیں رضوانؔ کو کیوں دہریہ
تیرا ہے راز داں میرے اللہ میاں

ہم خودی کی خلوت میں کائنات رکھتے ہیں
من عرف کے ناخن پر حاضرات رکھتے ہیں

داؤ پیچ ذکروں کے ہم کو مت سنا زاہد
ہم تو اپنے دل میں اک سومنات رکھتے ہیں

اپنے بادہ خانہ میں آئے جو سنور جائے
کیونکہ ہم تصوف کے زیورات رکھتے ہیں

قبر ہو کہ برزاخ ہو دین ہو کہ دنیا ہو
ہر گھڑی و ہر پل ہم اُن کو ساتھ رکھتے ہیں

سر پہ تاج عرفانی دل میں ذکر روحانی
ہم یقین سے کہتے ہیں ہاں نجات رکھتے ہیں

حق سے ملنے کے حربے زاہد و مبارک ہو
ہم بھی خود سے ملنے کے کچھ نکات رکھتے ہیں

ہم حیات والے سے ایسے جٹ گئے رضوان
ہم بھی بعد مرنے کے اِک حیات رکھتے ہیں

پہچان الف کی سہل نہیں اور بے کا سمجھنا مشکل ہے

اللہ تو ہے اللہ مگر بندے کا سمجھنا مشکل ہیں

قرآن ہمیں آیات ہمیں الفاظ ہمیں اعراب ہمیں

تحریر تو ہے تحریر مگر نکتے کا سمجھنا مشکل ہے

جو حود ہے عیاں جو خود ہے نہاں جو دور بھی ہے نزدیک بھی ہے

ایسے کی حقیقت کیا کہیے ایسے کا سمجھنا مشکل ہے

ہے آج زمین کی پیشانی سجدوں کے نشاں سے نورانی

مسجود وہی ساجد بھی وہی سجدے کا سمجھنا مشکل ہے

چو بیس الف دو کفر نہاں ہے شرک بھی تجھ میں وہی عیاں

تو خود کو ہی پڑھ خود ہے کلمہ کلمے کا سمجھنا مشکل ہے

پردے کو اُٹھائیں کیا رضواں کیا ہے تو دکھائیں کیا رضواں

پردہ ہے نہاں پردہ ہے عیاں پردے کا سمجھنا مشکل ہے

بتا کلمہ کے شیدائی کہ ہے اس میں کمی کس کی
ذرا بتلا کہ آخر کر رہا ہے لانفی کس کی

ہے تو خود عالم صغرا ہے تجھہ میں عالم کبرٰا
جھکا کر سر کو زاہد کر رہا ہے بندگی کس کی

خودی کو کس طرح جانوں خدا کو کیسے پہچانوں
نہ سمجھا آج تک میں نے خدا کس کا خودی کس کی

اگر میں اُن کے جیسا ہوں اگر وہ میرے جیسے ہیں
تو پھر میرے تصور میں یہ صورت آ گئی کس کی

میرے قلب و نظر میں جو تجلی ہے وہ کس کی ہے
تجلی طور پر موسیٰ نے جو دیکھی وہ تھی کس کی

قسم حق کی نظر آتا ہے مجھکو حق ہی حق رضوانؔ
بنوں میں مقتدی کس کا کروں میں پیروی کس کی

ہے ذکر اپنا انی انا اللہ وصال کا
بیت الحرام میں ہے وظیفہ حلال کا

عالم کو کچھ تو حسن عقیدت سے دیکھئے
عالم تمام عکس ہے اپنے خیال کا

لذت اُسی نے پائی حرام و حلال کی
جو راز جانتا ہے حرام وحلال کا

جنت کا فعل کیا تھا کہ دونوں بچھڑ گئے
وہ فعل تھا حرام کا یا تھا حلال کا

سجدہ حرام کیوں ہے نماز عصر کے بعد
حق کا ہے جذبہ 818 حال کا

ابلیس کے قرآں کی تلاوت تو کیجئے
نکتہ نجات کا ہے نہایت کمال کا

رضوان تو صوت روح پہ اپنا دھیان رکھ
راز بشریہ ہی تو ہے اپنے خیال کا

آب انّی سے رخ آنت کو دھونا ہوگا
خود کو پانا ہے تو اللہ کو کھونا ہوگا

بڑے آرام سے جنت میں رہینگے ہم سب
نور کا تکیہ انا الحق کا بچھونا ہوگا

زندہ قرآن ہیں خود اپنی تلاوت کر لو
ورنہ پھر حشر کے میدان میں رونا ہوگا

مرکز فعل ولایت ہے سمجھ لے غافل
ورنہ عرفان کی لٹیا کو ڈبونا ہوگا

قیمتی بننا اگر ہے تو جا پارس بن جا
تب کہیں لوہا تجھے چھولے تو سونا ہوگا

حُوریں کہیئے کہ ملائک کہ یا جنت دوزخ
ہم سمجھتے ہیں یہ گڑیوں کا کھلونا ہوگا

لذت نفس کو پانے کے لئے ہی رضوان
اک دن اللہ کو بندہ بھی تو ہونا ہوگا

علم الیقین کے کیسے دریچے
اللہ اوپر سجدہ ہے نیچے
گنبد میں رہ کر آواز سن لو
سب بند کردو تن کے دریچے

میں ایک تھا ایک ہوں اک رہوں گا
اللہ محمد کیوں میرے پیچھے
روح جس نے پھونکا ہے خود کھینچ لے گا
آگر فرشتے کیوں روح کھینچے

سب میں ہے اللہ سب اللہ والے
نہ کوئی آگے نہ کوئی پیچھے
نسبت کے یہ پھول مرجھاتے کیسے
حق الیقین سے ہم ان کو سینچے

ہم خود کو دیکھے ہم خود کو پائے
نقشے عدم کے ہم جب بھی کھینچے
اپنے سوا اب ہے کون رضوان
پردے سے باہر پردے کے پیچھے

دید بن اللہ محمدؐ سے محبت کیسی
میرے مرشد بتا دونوں کی ہے صورت کیسی

آج کل رند بھی کچھ ایسی ہی تشویش میں ہے
عبد و رب کی ہو بھلا ایک ہی صورت کیسی

گر چہ مختار دو عالم تھا خدائے واحد
پڑ گی اُس کو محمدؐ کی ضرورت کیسی

نور کہتے ہیں کیسے اور ضیاد کیا معنی
غور کر نور و ضیاد کی ہے حقیقت کیسی

آگ لینے کو گئے آئے پیمبر بن کر
خاص رندوں کی بدل جاتی ہے حالت کیسی

وہ ہے نسبت جو کرے مردہ دلوں کو زندہ
مردہ دل زندہ نہ ہو گر تو وہ نسبت کیسی

معنی لعنت کے بہت خوب ہیں شاید رضوان
دیکھئے ہوتی ہے مردود کی شہرت کیسی

کھا کر قسم میں کہتا ہوں جھوٹی قسم نہیں
مرشد کا ذکر، ذکر محمدؐ سے کم نہیں

مرنے کے بعد بھی رہیں مرشد کے ساتھ ساتھ
جنت ملے، ملے نہ ملے اِس کا غم نہیں

آؤ مریدو کر لے ذرا پیر کا طواف
سمجھو مقام پیر کا کعبہ سے کم نہیں

دل میں خدا تو آنکھوں میں نور محمدیؐ
مکہ ہے تن، تو چہرہ مدینہ سے کم نہیں

وہ سر ہے تن پر بار گراں اُس کو کاٹ دو
وہ سر جو اپنے پیر کے قدموں پہ خم نہیں

شیطان سے پوچھا پیر کی تعریف کر ذرا
رو کے کہا خدا کی قسم مجھ میں دم نہیں

رضوانؔ خلوص دل سے سمجھ لے مقام پیر
یہ پیر، پیر پیروں کے پیروں سے کم نہیں

یہ ہی مرشد ہے ہمیں خود سے ملانے والا
کھردرے سنگ کو آئینہ بنانے والا

سر جھکانا تو اسی در پہ جھکا لو یارو
یہ وہی در ہے محمدؐ سے ملانے والا

افضل العلم کی روشن ہے شمع جس دل میں
ہے وہی نور کے دریا میں نہانے والا

اپنی نسبت کی کڑی عرش سے جا ملتی ہے
یاں کا ہر نسبتی ہے اُونچے گھرانے والا

لا الــــــہ میں ہوا ضم تو جسد نام ہوا
یہ ہی کلمہ ہے ہر اک راز بتانے والا

بھول کر خود کو بشر جاہل و مفلس ٹھہرا
ورنہ ہر شخص ہے وحدت کے خزانے والا

ڈھونڈنا جو بھی ہے سب ڈھونڈھ کے رکھ لو رضوان
وقت تھوڑا ہے اندھیرا ابھی ہے چھانے والا

شکل مرشد کو گھور دیوانے
ہے محمدؐ کا نور دیوانے

نفس ہی میں خدا چھپا ہوگا
جب ہی تو یہ غرور دیوانے

حکم اُن کا ہے فعل اپنا ہے
کس کا ہے یہ قصور دیوانے

اُن کی نظر کرم کا ہے صدقہ
معرفت کا سرور دیوانے

چشم باطن سے کام لے غافل
سب ہے اُن کا ظہور دیوانے

مکتب معرفت کا بن طالب
ہوگا حاصل شعور دیوانے

گر تو سمجھا تو ہے وہ شہہ رگ میں
گر نہ سمجھا تو دور دیوانے

نفس کیا ہے سمجھ ذرا رضوانؔ
مخزنِ نار و نور دیوانے

اُٹھایا من عرف کا آئنہ دیکھا مزا آیا
نظر آیا خودی میں یار کا جلوہ مزا آیا

سنا ہے میں نے ہر اک اسم کا اک رب مسمی ہے
مگر کیوں بے مسمی عبد ہے سمجھا مزا آیا

وہ سجدہ ایک ہی جو سینکڑوں سجدوں پہ بھاری ہے
وہ کیا کونسا سجدہ ہے جو سمجھا مزا آیا

خیال غیر سے دامن بچا رکھنا پڑا مجھکو
خیال غیر کیا ہے اُس کو جو سمجھا مزا آیا

تلاش یار میں لاکھوں ہزاروں کھا چکے دھوکے
سمجھ آئی سمجھ میں آگیا دھوکہ مزا آیا

وہ پڑھنا اور ہے جس سے پیا کی دید ہوتی ہے
وہ کیا پڑھنا ہے مجھکو پیر سمجھایا مزا آیا

رکھا جب من عرف کے آئینہ کو سامنے رضوان
میں اپنے آپ کو جب غور سے دیکھا مزا آیا

سوچیئے ایسا اگر ہوتا تو کیسا ہوتا
یعنی اللہ بشر ہوتا تو کیسا ہوتا

کیا غرض تھی کہ خدا خود ہی بشر بن بیٹھے
ہو نہیں سکتا مگر ہوتا تو کیسا ہوتا

دو کمانوں کا رہا فاصلہ معراج کی شب
فاصلہ یہ نہ اگر ہوتا تو کیسا ہوتا

شر سے پیدا ہے بشر شر ہے بشر سے پیدا
گر بشر ہوتا نہ شر ہوتا تو کیسا ہوتا

دوریوں میں ہے مزا ورنہ ہمارا اُن کا
آمنے سامنے گھر ہوتا تو کیسا ہوتا

وہ جو شہ رگ سے قریں ہے تو یہ عالم اپنا
وہ جو شہ رگ میں اگر ہوتا تو کیسا ہوتا

غیب کا غیب میں رہنے سے مزا ہے رضوان
غیب گر پیش نظر ہوتا تو کیسا ہوتا

سید وسیم الدین حسن